﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد18 | جمعۃ المبارک 18 / مارچ 2011ء | 12 / ربیع الثانی 1432 ہجری قمری ✿ 18 / امان 1390 ہجری شمسی | شمارہ 11

طیب رزق کے لئے دعا

حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ فجر کی نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَیِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔

اے میرے اللہ میں تجھ سے نفع مند علم، طیب رزق اور مقبول اعمال بجالانے کی التجا کرتا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ مایقال بعد التسلیم حدیث نمبر915)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

اسلام کی فتح حقیقی اس میں ہے کہ جیسے اسلام کے لفظ کا مفہوم ہے اسی طرح ہم اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کے حوالہ کردیں اور اپنے نفس اور اس کے جذبات سے بکلّی خالی ہوجائیں۔ یہی فتح حقیقی ہے جس کے کئی شعبوں میں سے ایک شعبہ مکالمات الٰہیہ بھی ہیں۔ اگر یہ فتح اس زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل نہ ہوئی تو مجرد عقلی فتح انہیں کسی منزل تک پہنچا نہیں سکتی۔

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچّا ایمان اور سچّی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔

خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا۔ بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیّار ہوں گے۔

''میں خوب جانتا ہوں کہ آج کل کے عقلی خیالات کے پرزور بخارات نے ہمارے علماء کے دلوں کو بھی کسی قدر دبالیا ہے.......... کیونکہ ان کے اندر حقّانی روشنی کی چمک نہایت ہی کم اور خشک لفاظی بہت سی بھری ہوئی ہے اور اپنی رائے کو اس قدر صائب خیال کرتے اور اس کی تائید میں زور دیتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو روشنی حاصل کرنے والوں کو بھی اس تاریکی کی طرف کھینچ لاویں۔ ان علماء کو اسلام کی فتح صُوری کی طرف تو ضرور خیال ہے۔ مگر جن باتوں میں اسلام کی فتح حقیقی ہے ان سے بے خبر ہیں۔

اسلام کی فتح حقیقی اس میں ہے کہ جیسے اسلام کے لفظ کا مفہوم ہے اسی طرح ہم اپنا تمام وجود خدا تعالیٰ کے حوالہ کردیں اور اپنے نفس اور اس کے جذبات سے بکلّی خالی ہوجائیں۔ اور کوئی بُت ہوا اور ارادہ اور مخلوق پرستی کا ہماری راہ میں نہ رہے۔ اور بکلّی مرضیات الٰہیہ میں محو ہو جائیں اور بعد اس فنا کے وہ بقا ہم کو حاصل ہو جائے جو ہماری بصیرت کو ایک دوسرا رنگ بخشے اور ہماری معرفت کو ایک نئی نورانیت عطا کرے اور ہماری محبت میں ایک جدید جوش پیدا کرے اور ہم ایک نئے آدمی ہو جائیں اور ہمارا وہ قدیم خدا بھی ہمارے لئے ایک نیا خدا ہوجائے۔ یہی فتح حقیقی ہے جس کے کئی شعبوں میں سے ایک شعبہ مکالمات الٰہیہ بھی ہیں۔ اگر یہ فتح اس زمانہ میں مسلمانوں کو حاصل نہ ہوئی تو مجرد عقلی فتح انہیں کسی منزل تک پہنچا نہیں سکتی۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اس فتح کے دن نزدیک ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی طرف سے یہ روشنی پیدا کرے گا اور اپنے ضعیف بندوں کا آمرزگار ہوگا.......... مَیں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچّا ایمان اور سچّی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل و جان طیّار ہوں گے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج مَیں نے پہنچا دیا ہے..........''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ186تا188۔اشتہار یکم دسمبر 1888ء)

''مضمون تبلیغ جو اس عاجز نے اشتہار یکم دسمبر 1888ء میں شائع کیا ہے۔ جس میں بیعت کے لئے حق کے طالبوں کو بلایا ہے۔ اس کی مجمل شرائط کی تشریح یہ ہے:۔

اوّل...... بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہوجائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم...... یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم...... یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم...... یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم...... یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم...... یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم...... یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم...... یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزّت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم...... یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم...... یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت درمعروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوّت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

یہ وہ شرائط ہیں جو بیعت کرنے والوں کے لئے ضروری ہیں''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول ۔ صفحہ187تا190۔اشتہار 12 جنوری 1889ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(خطاب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرمودہ 28 دسمبر 1927ء برموقع جلسہ سالانہ)

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُوْلِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ۔ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ رَبَّنَا اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ۔ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْعَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی۔ بَعْضُکُمْ مِنْ بَعْضٍ۔ فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ۔ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ۔

(آل عمران: 191 تا 196)

مَیں نے جو چند آیات ابھی تلاوت کی ہیں۔ ان میں میرے اس مضمون کی طرف اشارہ ہے جو آج مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔

یہ مضمون جماعت سے ایسا تعلق رکھتا ہے کہ اسے زندگی اور موت کا سوال کہا جا سکتا ہے۔ اور جس طرح مَیں اس مضمون کو اپنی جماعت کے لوگوں کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں اگر وہ اسی طرح ذہن نشین کر لیں تو تبلیغ میں انشاء اللہ بہت بڑی آسانی ہو سکتی ہے۔

مَیں نے بڑا غور کیا ہے اور آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ دنیا میں سچائی ٹکڑے ٹکڑے کر کے پیش کرنے سے وہ اثر نہیں پیدا کر سکتی جو مجموعی طور پر پیش کرنے سے ہو سکتا ہے۔ دیکھو اگر کسی خوبصورت سے خوبصورت انسان کا ناک کاٹ کر لے جائیں اور پوچھیں یہ ناک کیسا خوبصورت ہے؟ تو کوئی اس کی خوبصورتی کا اعتراف نہ کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی خوبصورت انسان کا کان کاٹ کر لے جائیں اور جا کر پوچھیں۔ یہ کیسا خوبصورت ہے تو اس کی خوبصورتی کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ ہاں سارے اعضاء مل کر متحدہ شکل میں دل پر اثر کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کے متعلق بھی ہم کو مجموعی رنگ میں غور کرنا چاہئے۔ اور پھر دیکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی طرف سے سچے ثابت ہوتے ہیں یا نہیں۔

آج ہی ایک دوست نے جو غیر احمدی ہیں مجھے لکھا کہ ہم لوگ یہاں آتے تو اس لئے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت کے متعلق سنیں۔ مگر اس کے متعلق جلسہ میں مضمون کم رکھے جاتے ہیں۔ ان کا یہ مطالبہ درست ہے۔ مگر ان کو اور دوسرے احباب کو یہ بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ یہ جلسہ جماعت کی تربیت کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اس وجہ سے دونوں قسم کے مضامین ضروری ہوتے ہیں۔ مگر اتفاقی بات ہے کہ اس دفعہ میرے مضمون کا بھی یہی ہیڈنگ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کیا کام کیا؟

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جماعت نے اس وقت تک اس مسئلہ کے متعلق بہت بے پروائی سے کام لیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاموں پر تفصیلی طور سے نظر نہیں ڈالی گئی۔ مَیں نے بارہا لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ بتاؤ تو مرزا صاحب کے آنے کی ضرورت کیا تھی؟ اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک تفصیلی نظر ڈالیں تو وہ تمام باتیں موجود نظر آتی ہیں جن کے لئے آپ کا آنا ضروری تھا اور اس سوال کا جواب ایسا اہم اور اتنا وزنی ہے کہ اگر اسے بتفصیل بیان کیا جائے تو کوئی حق پسند اس کا انکار نہیں کر سکتا۔ یہ سوال ایسا اہم ہے کہ اس کے سمجھے بغیر کوئی سمجھدار شخص سلسلہ کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب تک کسی کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام کی اہمیت کا نقش نہ جم جائے وہ آپ کی طرف توجہ کیونکر کر سکتا ہے؟

اس میں شُبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی تازہ صداقتیں اور نشانات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ خود اپنی ذات میں صداقت کا ثبوت ہوتے ہیں مگر جب تک ان کو بھی ایسے رنگ میں پیش نہ کیا جائے کہ دنیا ان کا فائدہ سمجھ سکے تو وہ نشانات بھی اثر نہیں کرتے۔ پس اس سوال کا جواب دینا نہایت ضروری ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے کیا کام کیا؟

یہ سوال جب کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کیا کام کیا؟ تو بسا اوقات سوال کرنے والے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی ٹھوس چیز اس کے ہاتھ میں دے دیں۔ وہ ایسی شہادت چاہتا ہے جیسی کہ صرف مادیات میں مل سکتی ہے، روحانیات میں نہیں۔ یا لوگ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ وقت سے پہلے نتیجہ نکال لیں۔ وقت ابھی آتا نہیں مگر وہ پوچھتے ہیں کیا نتیجہ نکلا؟

ایسے لوگوں کی وہی مثال ہوتی ہے کہ ایک شخص کہے چونکہ میرے ہاں اولاد نہیں ہے اس لئے میں اولاد کے لئے دوسری شادی کرتا ہوں۔ اور جس دن وہ دوسری شادی کرے اس کے دوسرے دن صبح ہی اس کے دوست اس کے ہاں پہنچ جائیں اور اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے بعد پوچھیں اولاد ہوئی ہے یا نہیں؟ وہ کہے ابھی تو نہیں ہوئی۔ تو وہ کہیں پھر شادی کیوں کی تھی؟ شادی کا جلد سے جلد نتیجہ نو ماہ کے بعد نکل سکتا ہے اور اگر اس عرصہ کو کم سے کم بھی کر دیا جائے تو بھی سات مہینہ میں نتیجہ نکل سکتا ہے۔ اتنا انتظار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ پس کسی کام کے لئے جو وقت مقرر ہے اس سے پہلے نتائج کا مطالبہ کرنا غلطی ہے۔

دراصل اس قسم کا سوال کرنے والوں کو عام طور پر دو غلطیاں لگتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو سوال کرتے ہیں وہ ٹھوس مادی جواب چاہتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں یہ بتاؤ مسلمانوں کی حکومت کہاں کہاں قائم ہوئی؟ یا یہ کہ کتنے کافروں کو مارا ہے؟ کتنی غیر مسلم سلطنتوں کو شکست دی ہے؟ غرض وہ یا تو چاندی سونے کے یا مُردوں کے ڈھیر دیکھنا چاہتے ہیں۔

دوسری غلطی یہ لگتی ہے کہ بے موقع نتائج تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ کسی نبی کے متعلق اس قسم کا سوال ایسا باریک ہوتا ہے کہ اگر وہ اسے پہلے انبیاء پر چسپاں کریں تو انہیں معلوم ہو کہ اس سے باریک سوال اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جو انبیاء شریعت نہیں لائے ان کے متعلق تو خصوصاً یہ نہایت باریک سوال ہے۔

مثلاً رسول کریم ﷺ کے وقت اگر کوئی یہ سوال کرتا کہ آپ نے کیا کیا؟ تو اس وقت پیش کیا جا سکتا تھا کہ آپ پر اتنی سورتیں اُتری ہیں۔ اول تو یہ جواب بھی ایسے لوگوں کیلئے تسلی بخش نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک ہی وقت میں رسول کریم ﷺ پر مکمل شریعت نہ اُتری تھی۔ چند احکام اترے تھے۔ اور جب تک مکمل شریعت نہ اُتری تھی اس وقت تک اسلام کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا تھا جس طرح آج سکھوں اور بہائیوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ تمہارے پاس تو مکمل شریعت نہیں ہے۔ اس وقت جب کہ اسلام میں ورثہ کے متعلق مکمل احکام نہ اترے تھے اگر کوئی سوال کرتا کہ اسلام میں ورثہ کے متعلق کیا احکام ہیں؟ تو کوئی جواب نہ دیا جا سکتا تھا۔ پس شریعت بھی درحقیقت تکمیل کے بعد ہی پیش کی جا سکتی ہے۔ اور نبی کی زندگی میں صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ اس نے ایسے مسئلے بیان کئے ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں ہیں۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تعلیم کامل ہو گئی ہے کیونکہ اس وقت تک وہ کامل نہیں ہوئی ہوتی۔ غرض شرعی نبی کے متعلق بھی یہ مشکل پیش آتی ہے مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ احکام جو اس پر نازل ہوئے ہوں پیش کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن جو شرعی نبی نہیں ان کے لئے کیا پیش کیا جا سکتا ہے؟

وہ لوگ جو یہ سوال کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا کام کیا کہ آپ کا ماننا ضروری قرار دیا جائے۔ ان سے ہم کہتے ہیں کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تو مامور اور مُرسَل نہیں ہیں۔ آپ سے پہلے ہزاروں مامور گزر چکے ہیں جن کا ذکر قرآن میں اور دوسری کتابوں میں موجود ہے۔ دو درجن کے قریب انبیاء کا ذکر تو قرآن میں بھی آیا ہے جن میں سے دو تین کو چھوڑ کر باقی ایسے ہی ہیں جن پر کوئی شریعت نہ اتری۔

ہم کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق سوال جانے دو۔ یہ بتاؤ حضرت مسیح ناصریؑ کے زمانہ میں جب انہوں نے دعویٰ کیا کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول ہو کر آیا ہوں اُس وقت اگر لوگ ان سے یہ سوال کرتے کہ آپ نے کیا کام کیا ہے؟ تو وہ کیا جواب دیتے؟ یا ان کے حواریوں سے پوچھتے کہ حضرت مسیحؑ کا کام بتاؤ تو وہ کیا بتاتے؟ زیادہ سے زیادہ وہ یہ کہتے کہ حضرت مسیحؑ نے مُردوں کو زندہ کیا۔ مگر میں کہتا ہوں یہ تو کام نہیں، نشان اور معجزہ ہے اور ایسے نشان تو ہم حضرت مرزا صاحب کے بھی پیش کرتے ہیں۔ اگر نبی کے کام سے مراد یہ ہے کہ اس نے دنیا کے فائدہ اور دنیا کی ترقی کے لئے کیا کیا؟ عقائد اور اعمال کے لحاظ سے، سیاست اور تمدن کے لحاظ سے کونسا فائدہ پہنچایا تو حضرت مسیح ناصریؑ اس کو کیا جواب دیتے؟ پھر ان کے بعد حواری اس کے جواب میں کیا کہتے؟ ان کے جواب کو تو جانے دو، آج جب کہ حضرت مسیحؑ کو گزرے انیس سو سال ہو گئے ہیں آج جا کر عیسائیوں سے پوچھو کہ حضرت مسیحؑ نے کیا کام کیا؟ تو ان کا بڑے سے بڑا جواب یہی ہوگا کہ یسوع مسیح نے دنیا میں محبت کی تعلیم قائم کی اور کہا:۔ ”جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے۔“ (متی باب 5 آیت 39۔ برٹش فارن بائبل سوسائٹی لاہور مطبوعہ 1922ء)

یا یہ کہ خدا کی بادشاہت قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مسیحؑ کے زمانہ میں ان کے ماننے والوں کو بادشاہت مل گئی تھی؟ ان کو تو صرف وعدہ ہی دیا گیا تھا۔ اور اگر وعدہ سے تسلی ہو سکتی ہے تو ہم بھی ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق سوال کرتے ہیں کہتے ہیں آپ نے فرمایا ہے خدا کی بادشاہت دنیا میں قائم ہو جائے گی بلکہ اس سے بھی زیادہ کا وعدہ کیا ہے اور وہ یہ کہ ساری دنیا میں جماعت احمدیہ اس طرح پھیل جائے گی کہ باقی لوگ اتنے ہی تھوڑے رہ جائیں گے جتنے اس وقت خانہ بدوش لوگ ہیں۔ پس اگر وعدہ تسلی کا موجب ہو سکتا ہے تو اسے ہم بھی پیش کر سکتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے وقت پر پورا ہو جائے گا۔

دیکھو اگر حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کے بعد ان کے حواریوں سے لوگ پوچھتے، کہاں ہے وہ بادشاہت جس کا وعدہ دیا گیا ہے؟ اور وہ نہ دکھا سکتے تو کیا حضرت مسیحؑ جھوٹے ثابت ہو جاتے؟ یا پھر حواریوں سے نہیں ان کے بعد آنے والوں سے لوگ پوچھتے دکھاؤ وہ بادشاہت جس کا مسیحؑ نے وعدہ کیا ہے اور وہ نہ دکھا سکتے تو کیا حضرت مسیحؑ جھوٹے قرار پا جاتے حضرت مسیؑ کی اُمّت میں تین سو سال کے بعد حکومت آئی۔ اگر مادی کامیابی کے لئے دعویٰ بھی دلیل ہو سکتا ہے تو ہمارا بھی دعویٰ ہے کہ ساری دنیا میں احمدیت پھیل جائے گی اور اسے دنیوی لحاظ سے بھی شان و شوکت حاصل ہوگی۔ لیکن اگر کہو کہ یہ دعویٰ ابھی پورا نہیں ہوا اس لئے دلیل نہیں ہو سکتا تو ہم کہتے ہیں حضرت مسیح ناصریؑ کے وقت بھی بادشاہت قائم ہونے کا دعویٰ پورا نہیں ہوا تھا۔ پھر کیا وہ جھوٹے تھے؟ حواریوں کے وقت میں پورا نہیں ہوا تھا کیا اُس وقت حضرت مسیحؑ جھوٹے تھے؟ حتّٰی کہ تین سو سال تک پورا نہ ہوا کیا اُس وقت تک حضرت مسیح سچے نہ تھے؟ اگر باوجود اس کے سچے تھے تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں سچا نہیں قرار دیا جاتا؟ جب کہ یہاں بھی ابھی حواریوں کا زمانہ ہی گزر رہا ہے۔

پس حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق ایسا ٹھوس جواب جیسا کہ آج کل لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق چاہتے ہیں نہ ان کے وقت میں مل سکا نہ حواریوں کے وقت اور نہ تین سو سال کے عرصہ تک۔ لیکن اب یہ سوال دنیا کے سامنے پیش کرو اور پھر دیکھو کیا جواب ملتا ہے۔ اگر آج سے اُنیس سو سال پہلے حضرت مسیح کا یہ فقرہ دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا کہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے تو یہ لوگ کہتے (نَعُوْذُ بِاللّٰہ) یہ کس پاگل اور مجنون کا کلام ہے۔ مگر آج دنیا کے جتنے بڑے بڑے فلاسفر ہیں ان کے پاس جاؤ اور جا کر سوال کرو کہ حضرت مسیحؑ نے دنیا میں آکر کیا کام کیا تھا؟ تو وہ اس سوال کرنے والے کو پاگل قرار دیں گے اور کہیں گے وہ مسیح جس نے ایک ہی فقرہ کہہ کر کہ جو کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کی زندگی کو بدل دیا اور اس کے متعلق یہ پوچھنا کہ اس نے کیا کام کیا؟ پاگل پن نہیں تو اور کیا ہے؟ اس فقرہ کا آج بھی عیسائیوں پر اتنا اثر ہے کہ باوجود بڑے بڑے ظلم کرنے کے ایک نقطہ رحم کا ان میں باقی رہتا ہے اور کم از کم اتنا تو ہے کہ جب کوئی ظلم کرتے ہیں تو بھی اعلان یہی کرتے ہیں کہ فلاں قوم کی بہتری اور بھلائی کے لئے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ خواہ وہ کسی کی کھال ہی ادھیڑ رہے ہوں مگر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ہم تمہارے فائدہ کے لئے ہی کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رحم کا احساس ان میں ایسا گھر کر گیا ہے کہ ظلم کرتے وقت بھی اس کا اظہار کرتے ہیں۔ غرض آج سب لوگ مانتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ کے ذریعہ ان کے ماننے والوں میں ایک بہت بڑا تغیر پیدا ہوا۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر136

خلافت خامسہ کے عہد مبارک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاص طور پر عربوں میں احمدیت کی تبلیغ کے لئے جیسے ایک دروازہ کھل گیا اور اللہ تعالیٰ نے ایسے آسمانی راستے کھول دیئے جن کے ذریعہ حق کے متلاشیوں کو پیغام پہنچنے لگا اور پیاسے روحانی چشمے سے سیراب ہونے لگے۔ جو کبھی خود کو پاشکستگاں سمجھ کر مایوسیوں کا شکار ہو چکے تھے ان کو راستے کا پتہ اور منزل کا سراغ مل گیا جو بالآخرانہیں مسیح پاک کی غلامی میں لے آیا۔

شاید ایسے ہی عرب باشندوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے عربی کلام میں ”صلحاء العرب“ ”اکباد العرب“ ”نجباء العرب“ اور ”عباد الله من العرب“ جیسے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔ اگلی چند قسطوں میں ہم انہی کا ذکر کریں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مکرمہ سماح محمود علاونہ صاحبہ

اپریل 2010ء سے لے کر اس قسط کے لکھنے تک (مارچ 2011ء) فلسطین کی شرعی عدالت میں جاری ایک کیس نے اس قدر مقبولیت حاصل کی کہ زبان زدِ عام ہو گیا، اس کا تذکرہ وہاں کے اخبارات وجرائد، ویب سائٹس اور ٹی وی چینل تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ غیر ملکی میڈیا پر بھی اس کو نمایاں کر کے پیش کیا گیا ہے۔ اس کیس کی ابتدا ایک نو احمدی مکرم محمد علاونہ صاحب کی ایک نو احمدی خاتون مکرمہ سماح محمود صاحبہ سے شادی کے ساتھ ہوئی۔ یہ کیس کیا تھا اور کن کن مراحل سے گزرا؟ ان تفصیلات سے آگاہی سے قبل ہم ان دونوں میاں بیوی کی بیعت اور احمدیت کی طرف سفر کے بارہ میں معلوم کرتے ہیں۔ چونکہ مکرمہ سماح محمود صاحبہ نے محمد علاونہ صاحب سے کچھ عرصہ پہلے بیعت کی تھی اس لئے پہلے ان کی کہانی سنتے ہیں۔ ہماری درخواست پر انہوں نے جو کچھ لکھ بھیجا وہ انہی کی زبانی پیش ہے:

مکرمہ سماح محمود علاونہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ:

میرا ایمان ہے کہ جماعت میں شمولیت میری بچپن کے زمانے کی دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ میں اس عمر میں دعا کیا کرتی تھی کہ کاش میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوتی اور اس عہد میں ہونے والے حالات وواقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتی اور خصوصی طور پر یہ جان سکتی کہ ان اوائل مسلمانوں میں آخر وہ کون سی قوت اور جوش اور جذبہ تھا جس نے ان کو تختۂ مشقِ ستم بننے کے باوجود اپنے موقف پر ڈٹے رہنے میں مدد دی، اور جس کی وجہ سے وہ اپنے دین کی حفاظت کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

بچپن کا ایک واقعہ

میری عمر بارہ تیرہ سال ہو گی جب مَیں نے سنا کہ لیلۃ القدر میں جو بھی دعا کی جائے قبول ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مَیں نے بڑے اہتمام کے ساتھ لیلۃ القدر میں یہ دعا کی کہ اے خدا میری یہ دعا قبول فرما لے کہ مجھے کل عصر کے وقت آسمان کی وسعتوں میں اڑنے کی قوت عطا فرما دے۔ چنانچہ عصر کے وقت مَیں ایک چھوٹے سے ڈرم کے اوپر کھڑے ہو کر اپنی دعا کی قبولیت کا انتظار کرنے لگی۔ مَیں نے بہت ہاتھ ہلائے لیکن ہواؤں میں اڑنے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ اس وقت مجھے لوگوں کی کہی ہوئی بات بار بار یاد آئی کہ لیلۃ القدر میں مانگی گئی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ مَیں سوچنے لگی کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر میری دعا کیوں قبول نہ ہوئی۔ (مجھے بعد میں احساس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا بھی سن لی جس کا ذکر بعد میں آئے گا)۔

بعض اہم سوال

جب میری عمر سترہ سال کے قریب ہوئی تو میرے دل میں تعلق باللہ کی خواہش پیدا ہوئی چنانچہ مَیں خدا کے فضل سے پنجوقتہ نمازوں اور نماز تہجد کی ادائیگی پر زور دینے لگی اور اکثر کتب حدیث وتفسیر کا مطالعہ کرنے لگی۔ مَیں بکثرت دعا کرتی تھی کہ اے اللہ مجھے اپنے دین کا صحیح فہم عطا کر اور مجھے ان سوالات کے اطمینان بخش جواب سمجھا جو ان کتب کے مطالعہ سے میرے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس وقت میں سعودی عرب میں مقیم تھی اور ان سوالوں کے جوابات کی تلاش میں بڑے بڑے مولویوں کے خطابات کی کیسٹس سنتی تھی۔ وہ سوال کچھ ایسے تھے کہ:

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کا نزول ختم کیوں ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نعمت سے محروم کیوں کر دیا؟ اگر نبی آتے رہتے تو ہمیں بتاتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ کہا ہے اور اللہ اس وقت آپ سے یہ چاہتا ہے وغیرہ وغیرہ، اور ہم ویسا کر کے اللہ کے قریب ہو جاتے۔ کیا ہم اس قابل نہیں ہیں کہ اللہ ہم سے اس طرح کلام کرے؟

☆ ایک حدیث کے حوالے سے مَیں نے پڑھا تھا کہ مرنے کے بعد دو فرشتے منکر اور نکیر آ کر میّت سے مختلف سوال پوچھتے ہیں ان میں ایک یہ بھی تھا کہ کونسا نبی تمہاری طرف مبعوث ہوا؟ مجھے سمجھ نہیں آتی تھی کہ جب یہ معلوم ومعروف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک آخری نبی ہیں پھر مسلمان میّت سے یہ سوال کیوں پوچھا جاتا ہے؟

☆ ان سوالوں میں ایک سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ سے متعلق تھا۔ اوّل تو اس میں ایک عجیب اختلاف تھا۔ پھر ان کے آسمان پر زندہ موجود ہونے پر مجھے بہت دکھ ہوتا تھا کہ اگر وہ وہاں کسی نامعلوم مقام پر رہتے ہیں تو انہیں تنہائی کا احساس تو بڑی شدت سے ہوتا ہوگا کیونکہ نہ وہاں پر وہ کسی انسان سے مل سکتے ہیں نہ ہی کوئی انسان وہاں ان سے بات چیت کر سکتا ہے۔ صرف اسی بنا پر میری دعا اور شدید خواہش تھی کہ وہ آسمان سے جلد اتر آئیں تا ان کی تنہائی اور انسانوں سے دوری ختم ہو۔

☆ بعض روایات میں سابقہ اقوام کے بعض انبیاء کی نسبت ذکر آتا ہے کہ وہ جھوٹ بولنے کے مرتکب ہوئے۔ مَیں سوچتی تھی کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو بشدت جھوٹ کی مناہی فرماتے ہیں اور قرآن کریم میں بار بار اس فعل سے رکنے کا ارشاد وارد ہوا ہے پھر وہ ادیان کیونکر خدا کی طرف سے ہو سکتے ہیں جن کے یہ مذکورہ نبی تھے؟ کیونکہ اگر یہ روایات درست ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ ان ادیان کے نبیوں نے اپنے اُسوہ سے جھوٹ کی بنیاد رکھی اور اس کے جواز کا عملی فتویٰ دیا۔ اگر ان انبیاء کے لئے جھوٹ جائز تھا تو ان کے اتباع کے لئے تو بدرجہ اولیٰ جائز ہونا چاہئے!!۔

☆ پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ جادو کی حقیقت کیا ہے؟ اور روایات میں ذکر آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کیا تھا۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ ایک انسانِ کامل اور تمام نبیوں کے سردار پر ایک ادنیٰ درجہ کا یہودی کیوں کر بُرے عزائم کے ساتھ اثر کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے؟

☆ اللہ تعالیٰ تو رحیم وکریم ہے پھر اس نے ایسے جنّ کیوں پیدا کئے ہیں جو انسانوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور آ کر خواہ مخواہ پریشان کرتے رہتے ہیں جبکہ انسان نہ تو ان کو دیکھ سکتے ہیں نہ ان سے اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔

☆ حضرت سلیمانؑ چرند پرند اور دیگر مخلوقات سے ہم کلام ہوتے تھے تو ہمارے زمانے میں یہ کیوں ممکن نہیں ہے؟ حضرت سلیمان سے کسی نے یہ زبان کیوں نہ سیکھی؟ یا انہوں نے نیک لوگوں کو کیوں نہ یہ زبان سکھا دی؟

شاید میرے ان سوالات میں کچھ بچپنے کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہو لیکن جو کتب مَیں پڑھتی تھی ان میں موجود معلومات کے مطابق عقل وفکر رکھنے والے ہر انسان کے ذہن میں اس طرح کے سوالات ضرور پیدا ہوتے ہوں گے۔

اس عرصہ کا ایک رؤیا

اسی عرصہ میں مَیں نے بار بار ایک رؤیا میں دیکھا کہ مَیں لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک ایسے راستہ پر چل رہی ہوں جس کے بارہ میں میرے دل میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ یہ جنّت کو جانے والا راستہ ہے۔ اتنے میں دیکھتی ہوں کہ میرے اہل خانہ دیگر بے شمار لوگوں کے ساتھ ایک اور راستہ پر چل رہے ہیں۔ وہ مجھے بلاتے ہیں کہ مَیں ان کے ساتھ ان کے راستہ کی مسافر بن جاؤں، اور کہتے ہیں کہ یہ جماعت صحیح نہیں ہے۔ جبکہ مَیں انہیں بلاتی ہوں کہ یہی جماعت صحیح راستہ پر ہے اور یہی وہ راستہ ہے جو جنت کی طرف جاتا ہے اس لئے آپ بھی میرے ساتھ اسی راستہ پر آ جائیں۔

شادی اور نبیٔ ہندی کے بارہ میں خبر

اسی عرصہ میں میری منگنی ہو گئی اور ایک دن مَیں نے اپنے منگیتر کو میری والدہ کے ساتھ ہندوستان میں ظاہر ہونے والے ایک نبی کے بارہ میں تمسخرانہ انداز میں بات کرتے ہوئے سنا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ استہزاء سے بات کرتے کرتے قہقہے لگا رہا تھا اور میرے دل میں ایک انجانی سے تمنا پنپ رہی تھی کہ کاش یہ خبر درست ہو۔

اس شخص سے میری شادی ہو گئی اور اولاد بھی پیدا ہوئی لیکن یہ شخص بے نماز اور دین سے کوسوں دور تھا۔ مَیں نے مختلف مولویوں کے خطابات میں سنا تھا کہ تارکِ نماز کافر ہے لہذا ان مولویوں کے فتویٰ کے مطابق مَیں نے اپنے خاوند کو کافر قرار دے دیا۔ میاں بیوی کے رشتے میں فاصلوں کی خلیج وسیع ہوتی گئی اور ہمارا یہ رشتہ دیرپا ثابت نہ ہو سکا اور بالآخر علیحدگی کے سوا کوئی حل باقی نہ رہا۔ اس حادثہ نے میرے دل میں دین سے بیزاری پیدا کر دی، کیونکہ مَیں نے سوچا کہ مَیں خدا تعالیٰ کی عبادت کر رہی تھی علماء کی ریکارڈ شدہ کیسٹس سنتی تھی پھر بھی میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟ مجھے رہ رہ کر ان علماء پر غصہ آ رہا تھا جنہوں نے مجھے یہ تو بتایا کہ جو تمہارے ساتھ اختلاف کرے اسے کافر قرار دے دو۔ انہوں نے مجھے نفرتیں پھیلانا تو سکھایا لیکن یہ کیوں نہ بتایا کہ گھر اور خاندان کس طرح بنایا جاتا ہے اور عائلی زندگی کی خوشیوں کی حفاظت کیسے کی جا سکتی ہے اور کس طرح گھر کو ٹوٹنے سے بچایا جا سکتا ہے۔

اپنے عقیدہ کے بارہ میں تحقیق

1996ء میں مَیں سعودیہ سے اپنے وطن فلسطین واپس آ گئی اور مذکورہ خیالات کی بنا پر اپنے عقیدہ کے بارہ میں تحقیق کرنے لگی۔ مجھے ابتلا کے بارہ میں کچھ خبر نہ تھی، نیز بہت سے دینی امور کے بارہ میں جاننے کی خواہش تھی۔ مجھے اپنے خدا کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کرنے کی تمنا تھی۔ مَیں نے یہ عرصہ مختلف کتب کے مطالعہ اور غور وفکر اور تدبر میں گزارا۔ اسی روٹین پر عمل کرتے کرتے 2000ء کا سال آ گیا اور مَیں نے اپنی یونیورسٹی کی پڑھائی شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور طولکرم میں واقع ”خضوری“ کالج میں داخلہ لے لیا۔ کچھ دنوں کے بعد مَیں نے سنا کہ اس کالج میں ”ہانی طاہر“ نامی ایک استاد ہے جو خود کو احمدی کہتے ہیں اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور نبی کی آمد کے قائل ہیں۔ ان کے عقائد کی بنا پر کالج میں اور کالج سے باہر لوگ انہیں کافر قرار دیتے ہیں۔ اس بات نے میرے دل میں جستجو کی شمع روشن کر دی اور مَیں نے چاہا کہ مَیں اِدھر اُدھر سے سننے کی بجائے خود اس شخص سے اس بارہ میں استفسار کروں گی۔ اس کے لئے مجھے اگلے سمسٹر تک انتظار کرنا پڑا جس میں ہانی طاہر صاحب نے ہمیں پڑھانا تھا۔ مجھے سب سے زیادہ یہ بات ورطۂ حیرت میں ڈالے ہوئے تھی کہ اس شخص کے بارہ میں اتنی عجیب وغریب باتیں گردش کر رہی ہیں، اس کے باوجود آخر وہ کیا چیز ہے جس کی بنا پر یہ شخص اپنے مخصوص عقائد کے ساتھ چمٹا ہوا ہے جو کسی طور بھی اس کے لئے کالج میں نیک نامی کا باعث نہیں ہیں۔ مَیں نے ان کے بارہ میں یہ بھی سنا کہ ان کا تعلق پہلے تکفیری جماعت سے تھا پھر اس کے بعد احمدی ہو گئے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک طالبعلم نے کہا کہ جیسے یہ تکفیری جماعت سے نکلے ہیں ویسے ہی کچھ عرصہ کے بعد احمدیت سے بھی نکل جائیں گے۔ بہر حال میرے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ کوئی تو بات ہے جس کی وجہ سے یہ شخص اپنے بارہ میں لوگوں کی چہ میگوئیاں اور طرح طرح کی باتیں برداشت کر جاتا ہے۔

انتظارِ بسیار کے بعد دوسرا سمیسٹر شروع ہوا تو ہانی طاہر صاحب نے ہمیں منطق الحاسوب (Computer logic) کا مضمون پڑھانا شروع کیا جہاں سے ایک دن بات حضرت سلیمان اور منطق الطیر کی طرف جا نکلی۔ (اس کی تفصیل اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں)۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے

مظالم کی چند جھلکیاں

(ماہ جنوری 2011ء)

(پاکستان میں مخالفین کی طرف سے احمدیوں پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سلسلہ میں پریس ڈیسک کی طرف سے موصولہ رپورٹ برائے جنوری 2011ء میں سے بعض واقعات ہدیۂ قارئین ہیں۔ انگریزی رپورٹ سے اردو ترجمہ مکرم طارق حیات صاحب نے کیا ہے جس کے لئے ادارہ ان کا ممنون ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ پاکستان اور دنیا کے دیگر ممالک کے احمدیوں کو جو قسما قسم کے مظالم کا شکار ہیں اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ شریروں پر ان کے شر الٹا دے اور سب احمدیوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ (مدیر)

مردان میں ایک اور احمدی پر قاتلانہ حملہ

۞...... **مردان، خیبر پختونخواہ، جنوری 2011ء:** مکرم وجیہ احمد نعمان صاحب کندھے میں گولی لگنے سے زخمی ہوگئے۔ تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ جب مکرم وجیہ احمد نعمان صاحب اپنے تین اور رشتہ داروں کے ساتھ رات کے آٹھ بجے گھر واپس آرہے تھے تو ایک نامعلوم شخص نے ان پر فائرنگ کردی اور گلی کے کونے پر کھڑے اپنے ساتھی کے موٹر سائیکل کے پیچھے بیٹھ کر فرار ہوگیا۔ مکرم وجیہ صاحب کو فوراً ہسپتال لے جایا گیا جہاں ان کی حالت سنبھل گئی مگر ڈاکٹروں نے فوری طور پر جسم سے گولی نہیں نکالی ہے۔

مردان کی احمدیہ جماعت گزشتہ تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اپنی مسجد پر خودکش حملہ سے لے کر مسلسل قیمتی جانوں کی قربانی دیکھ چکی ہے۔ مردان کے مذہبی انتہا پسند اپنی دہشتگردی کی کارروائیوں کے ذریعہ مکرم شیخ عامر رضا صاحب کو گزشتہ سال مورخہ تین ستمبر کو، مکرم شیخ محمود احمد صاحب کو آٹھ نومبر کو اور مکرم شیخ عمر جاوید صاحب کو تیس دسمبر کو شہید کرچکے ہیں۔

پنجاب کے حکمران اور مذہبی شدت پسندوں کی پشت پناہی

۞...... **لاہور۔ 21 اکتوبر 2010ء:** پاکستان کے معروف انگریزی اخبار فرنٹیئر پوسٹ کے مورخہ 27 مئی 2009ء کے شمارے کی ایک خبر کے مطابق صوبہ پنجاب کے وزیراعلیٰ شہباز شریف نے آسٹریلوی ہائی کمشنر سے الوداعی ملاقات میں کہا کہ ''پاکستان کو شدت پسندی اور دہشت گردی کا سامنا ہے''۔

مگر حقیقت پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ دراصل یہ صورت حال ''مسلم لیگ نواز'' سے جڑی ہوئی ہے جیسا کہ ''حکومت پنجاب کے سیکرٹری داخلہ'' کے مکمل سرکاری حیثیت سے لکھے ہوئے خط سے واضح ہورہا ہے۔ خط محررہ 21 اکتوبر 2010ء کا سرکاری اندراج کا نمبر درج ذیل ہے: No. SO (JUDL.III) 7-15/2004۔ اس خط کے ذریعہ سے براہ راست پنجاب کے ''پرنسپل پولیس آفیسر'' اور فیصل آباد کے ''ضلعی پولیس پراسیکیوٹر'' کو حکم دیا جارہا ہے کہ وہ فیصل آباد کے گاؤں لاٹھیانوالہ کے 32 احمدیوں کو گرفتار کرکے پاکستان کے پینل کوڈ کی توہین مذہب سے متعلقہ دفعہ 295-C کے تحت مقدمہ چلائیں۔

اس مقدمہ کا مختصر پس منظر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

جولائی 2009ء میں پولیس نے لاٹھیانوالہ ضلع فیصل آباد کے خلاف اپنے گھروں پر کلمہ طیبہ اور دیگر ''اسلامی جملے'' لکھنے پر درج ذیل دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا تھا۔ PPC 295-C, 298-C, 506,109۔ اس کے بعد پولیس نے کارروائی کرکے تمام احمدی عمارات سے اسلامی عبارات مٹا دیں۔ تفتیش کے دوران پولیس نے حالات واقعات کی روشنی میں مقدمہ کی تحریر سے 295-C کی دفعہ ختم کردی کیونکہ یہ دفعہ یہاں نہیں لگ رہی ہے۔

مگر اب ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ احمدیت مخالف مذہبی دیوانوں نے پنجاب کے حکمرانوں سے رابطہ کیا ہے کہ احمدیوں کے خلاف اس مقدمہ میں دفعہ 295-C کو بھی شامل کیا جائے۔ جس پر ''سیکرٹری داخلہ پنجاب'' یہ سرکاری خط لکھ کر احمدیوں کے خلاف اس مقدمہ میں 295-C کی بھیانک دفعہ شامل کروانے کیلئے کود پڑا ہے۔

خط کے مندرجات یہ ہیں:

''جہاں تک مقدمہ میں لگائے گئے الزامات اور دیگر صورت حال ہے، اس کی روشنی میں، میں مطمئن ہوں کہ ملزمان کے خلاف مقدمہ کی کارروائی ضروری اور بہر حال درست ہے۔ اب اس تحریر کے ذریعہ سے مَیں ان تمام اختیارات کی بنا پر جو مجھے سیکشن 196 Cr P.C کے تحت حاصل ہیں ان 32 ملزمان کے خلاف متعلقہ عدالت میں مقدمہ چلانے کا حکم دیتا ہوں''۔

ایک سرکاری ملازم، ''سیکرٹری داخلہ پنجاب'' نے اپنے مذکورہ بالا خط کی نقول درج ذیل لوگوں کو بھی بغرض اطلاع وتعمیل ارسال کی ہیں:

......رجسٹرار، لاہور ہائی کورٹ

......سپیشل جج، انسداد دہشت گردی عدالت، فیصل آباد

......چیف پبلک پراسیکیوٹر، لاہور

اپنے اس خط کے ذریعہ سے ''سیکرٹری داخلہ پنجاب'' نے یہ پیغام دیا ہے کہ وہ اپنے نفس میں مکمل اطمینان پاتا ہے کہ 32 احمدی اپنے گھروں پر اسلامی تحریرات لکھنے کی وجہ سے موت کی سزا پائیں۔

پنجاب پر آج کل میاں شہباز شریف کی حکمرانی ہے جو میاں نواز شریف، سربراہ مسلم لیگ (ن) کے چھوٹے بھائی ہیں۔

ماہرین کے نزدیک جب پولیس انسپکٹر سے اوپر کے کسی بھی عہدیدار کہنے پر ''توہین مذہب'' کے قانون کی دفعات کے تحت مقدمہ کا اندراج کیا جارہا ہوتو مقدمہ کی صحت پر سوال اٹھتے ہیں۔ مگر جہاں ایک صوبے کا ''داخلہ امور کا سیکرٹری'' احمدیوں کے خلاف درج جھوٹے مقدمات میں بھی موت کی سزا دلوانے کے لئے سرگرم ہو، وہاں کیا کہا جاسکتا ہے۔ (......یاد رہے کہ مذکورہ بالا خط کی نقل ریکارڈ میں محفوظ ہے)

ایک ڈپٹی کمشنر کے احکامات۔

حدود سے تجاوز

۞...... **کوٹلی، آزاد جموں کشمیر: جون 2008ء** میں بتایا گیا تھا کہ ''ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال کوٹلی'' کے ڈپٹی کمشنر نے خوراک اور ادویات کی فراہمی کے لئے ہونے والی بولی میں ایک احمدی ٹھیکیدار کی بولی کو محض ''بوجہ احمدیہ فرقہ'' قرار دے کر مسترد کردی تھی۔ ڈپٹی کمشنر کے خط کی نقل اب مہیا ہونے پر ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

''از دفتر ڈپٹی کمشنر/ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع کوٹلی

نمبر: ج ب 295/08 مورخہ 12/06/2008

بخدمت،

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ صاحب/ڈپٹی کمشنر صاحب ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال کوٹلی

عنوان: ٹینڈر برائے خوراک مریضان ہسپتال محولہ بالا۔

السلام علیکم

معاملہ مندرجہ عنوان الصدر میں تحریر ہے کہ زیر دستخطی کی شنید میں آیا ہے کہ آمدہ کل ہسپتال محولہ بالا میں مریضوں کی خوراک/خورد ونوش، ادویات کے لئے طلبیدہ ٹینڈرز کی opening ہورہی ہے۔ اس سلسلہ میں زیر دستخطی کو ضلع کوٹلی کے مختلف مکاتب فکر بھی فرداً فرداً دفتر میں ملے ہیں۔ جن کی جانب سے زیر دستخطی کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے کہ ہسپتال انتظامیہ کی ملی بھگت سے Tendering کے اس process میں بعض ''فرقہ احمدیہ'' کے Bidders بھی شامل ہوئے ہیں۔ آج کل ضلع ہٰذا میں ''فرقہ احمدیہ'' کی مختلف کارروائیاں زیر دستخطی کے نوٹس میں لائی گئی ہیں جن میں تجارتی مراکز پر ان کے کنٹرول کی سعی، مذہبی گرجوں/خود ساختہ عبادت گاہوں کی خفیہ طور پر تعمیر اور غربت و پسماندہ علاقوں میں قادیانیوں کی خفیہ مذہب اسلام اور عقیدہ ختم النبوت سے انحراف کی کارروائیاں شامل ہیں۔ اس بات پر جملہ مکاتب فکر کے علماء نے شدید غم وغصے کا اظہار کیا ہے۔ اور مطالبہ کیا کہ ضلعی انتظامیہ اس اہم اور غیر معمولی معاملہ میں فوری مداخلت کرے بصورت دیگر جملہ مکاتب فکر ایک پرتشدد تحریک چلانے پر مجبور ہونگے۔ وغیرہ۔ علماء کرام کی محولہ بالا بات کی صداقت پرکھنے کے لئے زیر دستخطی نے اپنے ذرائع سے بھی تحقیق و تصدیق کروائی ہے جس میں بدرجہ اتم صداقت موجود ہے اور ضلع کوٹلی کے اندر مختلف مقامات پر ''احمدی فرقہ'' کے لوگ اپنی محولہ بالا کارروائیوں میں ملوث ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قانون وضابطہ فوجداری کے تحت قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے لہٰذا کسی بھی غیر مسلم شخص/اشخاص کو یہ اختیار نہیں دیا جاسکتا ہے کہ وہ مسلم مریضوں کی خورد ونوش کے سامان اور فراہمی ادویات کا انتظام سنبھال سکے۔ کیونکہ مسلم مذہب وعقیدہ میں جانور کے ذبح کئے جانے اور کھانے پکانے میں ایک خاص نفاست درکار ہوتی ہے جو کہ ایک مرتد، غیر مسلم شخص سے توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔ بصورت جملہ حلال خورد ونوش اور ادویات کے لوازمات حرام تصور ہوں گے اور یہ زیر دستخطی کی رائے میں دانستہ طور پر کیا جائے تو گناہ کبیرہ کے زمرے میں آتا ہے۔ ثانیاً اگر تجارتی اصول کو بھی مدنظر رکھا جائے تو ضلعی انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ ایسی تجارت کو disallow کرے جس سے مذہب دین وعقیدہ pollute ہورہا ہو اور نقص امن کا قوی اندیشہ بھی اور قانون/رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تصور سے متصادم ہو۔

لہٰذا بحیثیت ڈپٹی کمشنر/ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آپ کو پابند کیا جاتا ہے کہ آپ کل ہونے والی Bidding میں کسی ایسے شخص/اشخاص/کمپنی کو شامل نہ کریں جو کہ از خود فرقہ احمدیہ سے تعلق ظاہر کرے یا لوگوں کی کثیر تعداد اس بات کی گواہی دے یا آپ کے ذاتی اطمینان کے مطابق وہ شخص/اشخاص/کمپنی احمدیہ فرقہ سے تعلق رکھتا/رکھتی ہو بصورت دیگر کسی بھی متوقع نقص امن کی خرابی کے آپ ذاتی طور پر ذمہ دار ہوں گے۔ یاد رہے کہ مندرجہ بالا ہسپتال کے جملہ ایسے معاملات پر حاوی تصور ہوں جس میں فرقہ احمدیہ بطور Bidder شامل ہوسکے۔ (دستخط)

ڈپٹی کمشنر/ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ''۔

اس سرکاری دفتری خط کا مطالعہ ظاہر کررہا ہے کہ یہ ڈپٹی کمشنر صاحب خود کو مولویوں سے بڑھ کر متقی ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اپنی حدود سے ناجائز تجاوز کرکے فتاویٰ جاری کرنے اور متشدد ملاں سے بڑھ کر کچھ کرنے کے امیدوار نظر آتے ہیں۔ اگر تو یہ جناب ابھی تک حکومتی خدمت میں ہیں تو نگران افسران کو ان پر خاص نظر رکھنے کی شدید ضرورت ہے۔ ان کا اسم گرامی ''بشیر مغل'' ہے۔

ایک احمدی کو لوٹنے کے بعد گولی ماردی گئی

۞...... **حیدرآباد سندھ، 27 جنوری:** مکرم مسعود احمد صاحب کو دن دہاڑے صبح کے ساڑھے نو بجے اپنے کام پر جاتے ہوئے دو آدمیوں نے روکا اور ان کا موٹر سائیکل حوالے کرنے کا کہا، جس پر مکرم مسعود احمد صاحب نے فوراً اپنا موٹر سائیکل ان مسلح افراد کو دے دیا۔ مگر صرف موٹر سائیکل چھیننا ان مجرموں کا مقصد نہ تھا اس لئے موٹر سائیکل حاصل کرنے کے بعد اس نہتے احمدی کو گولی ماردی جس سے ان کی ٹانگ زخمی ہوگئی۔ مکرم مسعود احمد صاحب کو فوراً بھٹائی ہسپتال لے جایا گیا جہاں وہ روبصحت ہیں۔

مکرم مسعود احمد صاحب ایک مخلص احمدی ہیں اور نہایت فدائیت سے جماعتی کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے معروف ہیں۔ سب سوچنے پر مجبور ہیں کہ کیا ان پر حملہ محض موٹر سائیکل چھیننے کے لئے تھا؟

مقدمہ چک سکندر کی تازہ صورت حال

۞...... **لاہور، 17 جنوری:** چھ سال کے طویل انتظار کے بعد جب لاہور ہائی کورٹ کو وقت میسر آیا کہ وہ ان تین احمدیوں کی اپیل کی سماعت کرسکے جن کو ماتحت عدالت کی طرف سے ایک جھوٹے مقدمہ قتل میں سزائے موت سنائی جاچکی ہے، تو چند ہی عدالتی اجلاس ہوئے اور مورخہ 17 جنوری کو سماعت کرنے والے دو رکنی بینچ نے اپنی ذاتی وجوہ ظاہر کرتے ہوئے اس مقدمہ کی مزید سماعت سے معذرت پیش کردی اور کہا کہ وہ اس مقدمہ کو واپس چیف جسٹس کو بھیج رہے ہیں کہ وہ یا تو کوئی نیا بینچ تشکیل دیں یا کوئی اور طریقہ اختیار کریں۔

ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس بینچ کے ایک جج صاحب کو دھمکی موصول ہوئی جس کے باعث انہوں نے مزید سماعت سے معذوری ظاہر کردی۔ یقیناً پاکستان کی ''بدانتظامی'' رفتہ رفتہ ''لاقانونیت'' میں تبدیل ہوچکی ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور مسلمانوں سے ہمدردی کا تقاضا ہے کہ احمدی ان دنوں میں خاص طور پر عالمِ اسلام اور مسلمانوں کے لئے توجہ سے دعائیں کریں۔

مسلمانوں کو ایک کرنے کے لئے، انصاف قائم کرنے کے لئے، دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے نظامِ خلافت ہی ہے جو صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ نظامِ خلافت سے وابستگی سے ہی مسلم اُمّہ کی بقا ہے۔ لیکن یہ خلافت مسلمانوں کے پُر جوش احتجاج سے یا عوامی کوششوں اور تحریکوں سے قائم نہیں ہونی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہو چکی ہے۔ آؤ اور اس الٰہی نظام کا حصّہ بن کر مسلم اُمّہ کی مضبوطی کا باعث بن جاؤ۔

عالمِ اسلام کے موجودہ پریشان کن اور دردناک حالات کا بصیرت افروز تجزیہ اور مسلمان حکمرانوں اور عوام کو تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اور ہر قسم کے ظلم و تعدّی سے باز رہتے ہوئے عقل و دانش کے ساتھ معاملات کو نپٹانے کی نہایت اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 25/فروری 2011ء بمطابق 25/تبلیغ 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-

اِهْدِناَ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ـ

آج مَیں ایک دعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کا تعلق تمام عالمِ اسلام سے ہے۔ اِس وقت مسلمانوں سے ہمدردی کا تقاضا ہے اور ایک احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت ہے اور ہونی چاہئے، اُس کا تقاضا ہے کہ جو بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کلمہ پڑھتا ہے، جو بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، جو بھی مسلمان ہونے کی وجہ سے کسی بھی قسم کے نقصان کا نشانہ بنایا جا رہا ہے یا کسی بھی مسلمان ملک میں کسی بھی طرح کی بے چینی اور لاقانونیت ہے اُس کے لئے ایک احمدی جو حقیقی مسلمان ہے، اُسے دعا کرنی چاہئے۔ ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ہمارا سب سے زیادہ یہ فرض بنتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی میں بڑھ کر اظہار کرنے والے ہوں۔ جب ہم عہدِ بیعت میں عام خلق اللہ کے لئے ہمدردی رکھنے کا عہد کرتے ہیں تو مسلمانوں کے لئے تو سب سے بڑھ کر اس جذبے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس دنیاوی حکومت اور وسائل تو نہیں جس سے ہم مسلمانوں کی عملی مدد بھی کر سکیں یا کسی بھی ملک میں اگر ضرورت ہو تو کر سکیں، خاص طور پر بعض ممالک کی موجودہ سیاسی اور مُلکی صورتِ حال کے تناظر میں ہمارے پاس یہ وسائل نہیں ہیں کہ ہم جا کر مدد کر سکیں۔ ہاں ہم دعا کر سکتے ہیں اور اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ یا جو احمدی ان ممالک میں بس رہے ہیں یا اُن ممالک کے باشندے ہیں جن میں آج کل بعض مسائل کھڑے ہوئے ہیں، اُن کو دعا کے علاوہ اگر کسی احمدی کے اربابِ حکومت یا سیاستدانوں سے تعلق ہیں تو انہیں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانی چاہئے کہ اپنے ذاتی مفادات کے بجائے اُن کو قومی مفادات کو ترجیح دینی چاہئے۔ لیکن اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ عموماً مسلمان اربابِ اختیار اور حکومت جب اقتدار میں آتے ہیں، سیاسی لیڈر جب اقتدار میں آتے ہیں یا کسی بھی طرح اقتدار میں آتے ہیں تو حقوق العباد اور اپنے فرائض بھول جاتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ تو ظاہر ہے تقویٰ کی کمی ہے۔ جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جس کتاب قرآنِ کریم پر ایمان لانے اور پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اُس کے بنیادی حکم کو بھول جاتے ہیں کہ تمہارے میں اور دوسرے میں مابہ الامتیاز تقویٰ ہے۔

اور جب یہ امتیاز باقی نہیں رہا تو ظاہر ہے کہ پھر دنیا پرستی اور دنیاوی ہوس اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ گو مسلمان کہلاتے ہیں، اسلام کا نام استعمال ہو رہا ہوتا ہے لیکن اسلام کے نام پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی کی جا رہی ہوتی ہے۔ دولت کو، اقتدار کی ہوس کو، طاقت کے نشہ کو خدا تعالیٰ کے احکامات پر ترجیح دی جا رہی ہوتی ہے یا دولت کو سنبھالنے کے لئے، اقتدار کو مضبوط کرنے کے لئے غیر ملکی طاقتوں پر انحصار کیا جا رہا ہوتا ہے۔ غیر طاقتوں کے مفادات کی حفاظت اپنے ہم وطنوں اور مسلم اُمّہ کے مفادات کی حفاظت سے زیادہ ضروری سمجھی جاتی ہے اور اس کے لئے اگر ضرورت پڑے تو اپنی رعایا پر ظلم سے بھی گُریز نہیں کیا جاتا۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دولت کی لالچ نے سربراہانِ حکومت کو اس حد تک خود غرض بنا دیا ہے کہ اپنے ذاتی خزانے بھرنے اور حقوق العباد کی ادنیٰ سی ادائیگی میں بھی کوئی نسبت نہیں رہنے دی۔ اگر سَو (100) اپنے لئے ہے تو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے ہے۔ جو خبریں باہر نکل رہی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ کسی سربراہ نے سینکڑوں کلوگرام سونا باہر نکال دیا تو کسی نے اپنے تہ خانے خزانے سے بھرے ہوئے ہیں۔ کسی نے سوئس بینکوں میں مُلک کی دولت کو ذاتی حساب میں رکھا ہوا ہے اور کسی نے غیر ممالک میں بے شمار، لاتعداد جائیدادیں بنائی ہوئی ہیں اور مُلک کے عوام روٹی کے لئے ترستے ہیں۔ یہ صرف عرب مُلکوں کی بات نہیں ہے۔ مثلاً پاکستان ہے وہاں مہنگائی اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ بہت سارے عام لوگ ایسے ہوں گے جن کو ایک وقت کی روٹی کھانا بھی مشکل ہے۔ لیکن سربراہ جو ہیں، لیڈر جو ہیں وہ اپنے محلوں کی سجاوٹوں اور ذاتی استعمال کے لئے قوم کے پیسے سے لاکھوں پاؤنڈ کی شاپنگ کر لیتے ہیں۔ پس چاہے پاکستان ہے یا مشرقِ وسطیٰ کے ملک ہیں یا افریقہ کے بعض ملک ہیں جہاں مسلمان سربراہوں نے جن کو ایک رہنما کتاب، شریعت اور سنت ملی جو اپنی اصلی حالت میں آج تک زندہ و جاوید ہے۔ باوجود اس قدر رہنمائی کے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی دھجیاں اڑائی ہیں۔

پس امتِ مسلمہ تو ایک طرف رہی یعنی دوسرے ملک جن کے حقوق ادا کرنے ہیں یہاں تو اپنے ہم وطنوں کے بھی مال غصب کئے جا رہے ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ تقویٰ پر چل کر حکومت چلانے والے ہوں گے، یا حکومت چلانے والے ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ ملک میں فساد اور افراتفری پیدا کرنے کا ذریعہ تو بن سکتے ہیں۔ طاقت کے زور پر کچھ عرصہ حکومتیں تو قائم کر سکتے ہیں لیکن عوام الناس کے لئے سکون کا باعث نہیں بن سکتے۔ پس ایسے حالات میں پھر ایک ردّعمل ظاہر ہوتا ہے جو گو اچانک ظاہر ہوتا ہوا نظر آ رہا ہوتا ہے لیکن اچانک نہیں ہوتا بلکہ اندر ہی اندر ایک لاوا پک رہا ہوتا ہے جو اَب بعض ملکوں

میں ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے اور بعض میں اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ جب یہ لاوا پھٹتا ہے تو پھر یہ بھی طاقتوروں اور جابروں کو بھسم کر دیتا ہے۔ اور پھر کیونکہ ایسے ردّعمل کے لئے کوئی معین لائحہ عمل نہیں ہوتا۔ اور مظلوم کا ظالم کے خلاف ایک ردّعمل ہوتا ہے۔ اپنی گردن آزاد کروانے کے لئے اپنی تمام تر قوتیں صرف کی جارہی ہوتی ہیں۔ اور جب مظلوم کامیاب ہو جائے تو وہ بھی ظلم پر اُتر آتا ہے۔ اس لئے مَیں کہہ رہا ہوں کہ احمدی کو اسلامی دنیا کے لئے خاص طور پر بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اس سے پہلے کہ ہر ملک اس لپیٹ میں آ جائے اور پھر ظلموں کی ایک اور طویل داستان شروع ہو جائے۔ خدا تعالیٰ حکومتوں اور عوام دونوں کو عقل دے اور تقویٰ کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر مسلمان لیڈر شپ میں تقویٰ ہوتا، حقیقی ایمان ہوتا تو جہاں سربراہانِ حکومت جو بادشاہت کی صورت میں حکومت کر رہے ہیں یا سیاستدان جو جمہوریت کے نام پر حکومت کر رہے ہیں، وہ اپنے عوام کے حقوق کا خیال رکھنے والے ہوتے۔ پھر اسلامی ممالک کی ایک تنظیم ہے، یہ تنظیم صرف نام کی تنظیم نہ ہوتی بلکہ مسلمان ممالک انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہوتے نہ کہ اپنے مفادات کے لئے اندر خانے ایسے گروپوں کی مدد کرنے والے جو دنیا میں فساد پیدا کرنے والے ہیں۔ اگر حقیقی تقویٰ ہوتا تو عالمِ اسلام کی ایک حیثیت ہوتی۔ عالمِ اسلام اپنی حیثیت دنیا سے منواتا۔ برّاعظم ایشیا کا ایک بہت بڑا حصہ اور دوسرے برّاعظموں کے بھی کچھ حصوں میں اسلامی ممالک ہیں، اسلامی حکومتیں ہیں۔ لیکن دنیا میں عموماً ان سب ممالک کو غریب قوموں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے یا غیر ترقی یافتہ قوموں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے یا کچھ ترقی پذیر کہلاتی ہیں۔ بعض جن کے پاس تیل کی دولت ہے، وہ بھی بڑی حکومتوں کے زیرِ نگیں ہیں۔ ان کے بجٹ، ان کے قرضے جو وہ دوسروں کو دیتے ہیں، اُن کی مدد جو وہ غریب ملکوں کو دیتے ہیں، یا مدد کے بجٹ جو غریب ملکوں کے لئے مختص کئے ہوتے ہیں اُس کی ڈور بھی غیر کے ہاتھ میں ہے۔ خوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ سے، خدا کے بجائے بندوں سے ڈرنے کی وجہ سے، نااہلی اور جہالت کی وجہ سے اور اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے نہ ہی دولت کا صحیح استعمال اپنے ملکوں میں انڈسٹری کو ڈویلپ (Develop) کرنے میں ہوا ہے، نہ زراعت کی ترقی میں ہوا ہے۔ حالانکہ مسلمان ممالک کی دولتِ مشترکہ مختلف ملکوں کے مختلف موسمی حالات کی وجہ سے مختلف النوع فصلیں پیدا کرنے کے قابل ہے۔ یہ مسلمان ملک مختلف قدرتی وسائل کی دولت اور افرادی قوت سے اور زرخیز ذہن سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ لیکن کیونکہ مفادات اور ترجیحات مختلف ہیں، اس لئے یہ سب کچھ نہیں ہو رہا۔ آخر کیوں مسلمان ملکوں کے سائنسدان اور موجد اپنے زرخیز ذہن کی قدر ترقی یافتہ ممالک میں جا کر کرواتے ہیں۔ اس لئے کہ اِن کی قدر اپنے ملکوں میں اُس حد تک نہیں ہے۔ اُن کو استعمال نہیں کیا جاتا۔ اُن کو سہولتیں نہیں دی جاتیں۔ جب اُن کے قدم آگے بڑھنے لگتے ہیں تو سربراہوں یا افسر شاہی کے ذاتی مفادات اُن کے قدم روک دیتے ہیں۔ مسلمان ملکوں میں ملائشیا مثلاً بڑا ترقی یافتہ یا ٹیکنالوجی کے لحاظ سے آگے بڑھا ہوا سمجھا جاتا ہے لیکن ترقی یافتہ ممالک اُسے بھی ترقی پذیر ممالک میں ہی شمار کرتے ہیں۔ بہرحال یہاں پھر وہی بات آتی ہے کہ تقویٰ کا فقدان ہے۔ اور اس کے باوجود کہ تقویٰ کوئی نہیں ہے ہر بات کی تان اسلام کے نام پر ہی ٹوٹتی ہے۔ قدریں بدل گئی ہیں۔ اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنی صحیح قدروں کی پہچان کرنی ہوگی۔

اب آج کل کی صورتِ حال کس قدر فکر انگیز ہے۔ کہاں تو مومن کو یہ حکم ہے کہ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے۔ قرآنِ کریم بھی یہ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (الحجرات:11) کہ مومن تو بھائی بھائی ہیں۔ لیکن بعض ملکوں میں مثلاً مصر سے بھی اور دوسرے ملکوں سے بھی یہ خبریں آئی ہیں کہ حکومت نے قانونی اختیار کے تحت عوام کے خلاف جو کارروائی کی ہے وہ تو کی ہے لیکن اسی پر بس نہیں بلکہ عوام کو بھی آپس میں لڑایا گیا ہے۔ جو حکومت کے حق میں تھے اُنہیں اسلحہ دیا گیا۔ گویا رعایا، رعایا سے لڑی اور اُس میں حکومت نے کردار ادا کیا۔ مسلمان ملک اگر جمہوری طرزِ حکومت اپنانے کا اعلان کرتے ہیں تو پھر جب تک عوام کسی قسم کے پُرتشدد احتجاج کا اظہار نہیں کرتے، اُس وقت تک حکومت کو بھی برداشت کرنا چاہئے۔ لیکن خبروں کے مطابق تو ایسا ردّعمل احتجاج پر بھی حکومتوں کی طرف سے ظاہر ہوا ہے جس نے سینکڑوں جانیں لے لی ہیں۔ تو ایک طرف تو مغرب کی نقل میں جمہوریت کا نعرہ ہے اور دوسری طرف برداشت بالکل نہیں ہے اور پھر مُستزاد یہ کہ مسلمان مسلمان پر ظلم کر رہا ہے۔ اگر جمہوریت کی نقل کرنی ہے تو پھر برداشت بھی پیدا کرنی چاہئے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم کو جو کردار ادا کرنا چاہئے تھا وہ بھی انہوں نے نہیں کیا۔ کوئی اصلاح کی کوشش نہیں ہوئی۔ یہ سب کچھ گزشتہ چند ہفتوں میں مصر، تیونس یا لیبیا وغیرہ دوسرے ملکوں میں ہوا یا ہو رہا ہے۔ یا جو کچھ ایک لمبے عرصے سے شدت پسندوں کے ہاتھوں افغانستان اور پاکستان میں ہو رہا ہے، یہ سب عالمِ اسلام کی بدنامی کا باعث ہے۔ یہ سب اُس بھائی چارے کی نفی ہو رہی ہے جس کا مسلمانوں کو حکم ہے کہ بھائی چارہ پیدا کرو۔ یہ سب اس لئے ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ’’اس وقت تقویٰ بالکل اُٹھ گیا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 22۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

پس اس وقت اسلام کی ساکھ قائم کرنے کے لئے، ملکوں میں امن پیدا کرنے کے لئے، عوام الناس اور اربابِ حکومت و اقتدار میں امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے جس کی طرف کوئی بھی توجہ دینے کو تیار نہیں۔ توجہ کی صرف ایک صورت ہے کہ توبہ اور استغفار کرتے ہوئے ہر فریق خدا تعالیٰ کے آگے جھکے۔ تقویٰ کے راستے کی تلاش کرے۔ یہ دیکھے کہ جب ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) یعنی خشکی اور تری میں فساد کی سی صورت حال پیدا ہو جائے تو کس چیز کی تلاش کرنی چاہئے۔ قرآنِ کریم میں بھی اُس کا حل لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے کہ اس فساد کو دور کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے اس زمانے میں آپؐ کے مسیح و مہدی کو قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانا۔ جب تک اس طرف توجہ نہیں کریں گے، دنیاوی لالچ بڑھتے جائیں گے۔ اصلاح کے لئے راستے بجائے روشن ہونے کے اندھیرے ہوتے چلے جائیں گے۔ اس کے علاوہ اب اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تقویٰ کا حصول خدا تعالیٰ سے تعلق کے ذریعے سے ہی ملنا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے تعلق اُس اصول کے تحت ملے گا جس کی رہنمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی، اللہ تعالیٰ نے فرمادی۔

گزشتہ دنوں کسی نے مجھے ایک website سے ایک پرنٹ نکال کر بھیجا جو انگلش میں تھا، جس میں حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کوئی مسلمان تنظیم ہے، اُن کی طرف سے یہ توجہ دلائی گئی تھی کہ اس صورتِ حال کا جو آج اسلامی ملکوں میں پیدا ہو رہی ہے، مستقل حل کیا ہے؟

وہ لکھتا ہے، (مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔ مصر اور تیونس کی انہوں نے مثال لی ہے) کہتے ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان مصر اور تیونس کے بھائی بہنوں کی اپنے ممالک کے ظالم حکمرانوں کے خلاف جدّوجہدِ آزادی دیکھ کر بہت خوش ہیں (یہ ترجمہ مَیں نے کیا ہے اُس کا)۔ ہم اِن واقعات پر چند خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ تو پہلی بات اُس نے یہ لکھی کہ یہ بات واضح ہو گئی ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں کہ اس وقت اسلام کو ضرورت ہے کہ ظالم حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھائی جائے۔ مصر اور تیونس کے واقعات نے دنیا کو بتا دیا کہ بدعنوان حکمرانوں کو ہٹایا جاسکتا ہے۔

پھر آگے مغربی میڈیا پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اسلام کے خلاف ایسی اصطلاحات استعمال کرتا ہے جس سے اسلام ایک خوفناک مذہب کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔ لکھتا ہے کہ حالانکہ یہ لوگ نظامِ خلافت کو قبول کرنے کو تیار نہیں جس سے قرآن و حدیث کے تحت نظامِ زندگی کا تصور دیا جاتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسلامی طرزِ زندگی سے بدل کرنے کا یہ پروپیگنڈہ ہم گزشتہ دس سال سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ حملہ پردہ، قرآنِ مجید (یعنی بُرقعہ اور قرآنِ مجید) اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کی عزت و حُرمت پر کیا جاتا ہے جو روزمرّہ کی زندگی سے لے کر سیاست کے ایوانوں تک اثر انداز ہوتا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں مقامِ خلافت یا اسلامی طرزِ حکومت چونکہ مرکزی کردار کا حامل ہے، اس لئے ہمارے دین کی جان ہے۔ اس سے اسلام میں اتحاد کی امید وابستہ ہے جو مصر، غزہ اور سوڈان جیسے ممالک میں اتحاد پیدا کر سکتی ہے۔ پھر کہتا ہے کہ اسلامی طرزِ حکومت میں صرف خلافت ہی ہے جو حکمرانوں پر کڑی نظر رکھ سکتی ہے۔ جہاں وہ حکمران منتخب کئے جاتے ہیں جو ریاست کو جواب دِہ ہوتے ہیں۔ آزاد عدلیہ اور میڈیا کا نظام ہوتا ہے۔ جہاں عورت کو ماں، بیوی اور بہن کا مقامِ بلند دلایا جاتا ہے۔ جہاں کسی گورے کو کالے پر فوقیت نہیں ہوتی۔ جہاں بِلا امتیاز مذہب و ملّت امیر اور غریب کے لئے ایک ہی قانون ہوتا ہے۔ جہاں ریاست عوام کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کرتی ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس پر چل کر اُمّت ایک بار پھر اسلام کی اخلاقی اور روحانی قدروں کا نور دنیا میں پھیلا سکتی ہے۔

پھر اُس نے مسلمانوں کو اس بات پر اُبھارنے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی نظام کے حق میں پروپیگنڈہ کریں اور اس کے برخلاف جو دنیاوی نظام ہے، اُس کے خلاف آواز اُٹھائیں۔ خلافت کے قیام کی کوشش کریں کیونکہ اس کے بغیر مسلم اُمّہ میں اور دنیا میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔

تو یہ اُس کی باتوں کا خلاصہ ہے۔ مسلمانوں کو ایک کرنے کے لئے، انصاف قائم کرنے کے لئے، دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے یقیناً نظامِ خلافت ہی ہے جو صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔ حکمرانوں اور عوام کے حقوق کی نشاندہی اور اس پر عمل کروانے کی طرف توجہ یقیناً خلافت کے ذریعے ہی مؤثر طور پر دلوائی جاسکتی ہے۔ یہ لکھنے والے نے بالکل صحیح لکھا ہے لیکن جو سوچ اس کے پیچھے ہے وہ غلط ہے۔ جو طریق انہوں نے بتایا ہے کہ عوام اٹھ کھڑے ہو جائیں اور نظامِ خلافت کا قیام کر دیں، یہ بالکل غلط ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

نظامِ خلافت سے وابستگی سے ہی اب مسلم اُمّہ کی بقا ہے۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا اس تنظیم نے مسلمانوں کی حیثیت منوانے اور اُن کو صحیح راستے پر چلانے کے لئے بہت صحیح حل بتایا ہے لیکن اس کا حصول عوام اور انسانوں کی کوششوں سے نہیں ہوسکتا۔ کیا خلافتِ راشدہ انسانی کوششوں سے قائم ہوئی تھی۔ باوجود انتہائی خوف اور بے بسی کے حالات کے

اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دل پر تصرف کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے کھڑا کر دیا تھا۔ پس خلافت خدا تعالیٰ کی عنایت ہے۔ مومنین کے لئے ایک انعام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کچھ عرصہ تک خلافتِ راشدہ کے قائم ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور اس کے بعد ہر آنے والا اگلا دور ظلم کا دور ہی بیان فرمایا تھا۔ پھر ایک امید کی کرن دکھائی جو قرآنی پیشگوئی وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) میں نظر آتی ہے اور اس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح و مہدی کے ظہور سے فرمائی جو غیر عرب اور فارسی الاصل ہوگا۔ جس کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور مُہر کے تحت غیر تشریعی نبوت کا مقام ہوگا۔ پس اگر مسلمانوں نے خلافت کے قیام کی کوشش کرنی ہے تو اِس رہنما اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کریں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اُٹھا لے گا اور خلافت علی منہاج النبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھا لے گا۔ پھر اُس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اُس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کر دے گا۔ اُس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر6 صفحہ 285 مسند النعمان بن بشیر حدیث 18596 عالم الکتب بیروت 1998)

پس خلافت کے لئے اللہ تعالیٰ کے رحم نے جوش مارنا تھا نہ کہ حکومتوں کے خلاف مسلمانوں کے پُر جوش احتجاج سے خلافت قائم ہونی تھی۔ کیا ہر ملک میں خلافت قائم کریں گے؟ اگر کریں گے تو کس ایک فرقے کے ہاتھ پر تمام مسلمان اکٹھے ہوں گے۔ نماز میں امامت تو ہر ایک فرقہ دوسرے کی قبول نہیں کرتا۔

پس اس کا ایک ہی حل ہے کہ پہلے مسیح موعودؑ کو مانیں اور پھر آپ علیہ السلام کے بعد آپؑ کی جاری خلافت کو مانیں۔ یہ وہ خلافت ہے جو شدت پسندوں کا جواب شدّت پسندی کے رویّے دکھا کر قائم نہیں ہوئی۔ مسلم اُمّہ کے دو گروہوں کے درمیان گولیاں چلانے اور قتل و غارت کرنے سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش دلانے سے قائم ہونے والی خلافت ہے۔ اور جو خلافت اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کی عنایت سے ملے گی تو وہ نہ صرف مسلم اُمّہ کے لئے محبت پیار کی ضمانت ہوگی بلکہ کُل دنیا کے لئے امن کی ضمانت ہو گی۔ حکومتوں کو اُن کے انصاف اور ایمانداری کی طرف توجہ دلائے گی۔ عوام کو ایمانداری اور محنت سے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائے گی۔

پس جماعتِ احمدیہ تو ہمیشہ کی طرح آج بھی اس تمام فساد کا جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے ایک ہی حل پیش کرتی ہے کہ خیرِ اُمّت بننے کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر، دنیا کے دل سے خوف دور کر کے اُس کے لئے امن، پیار اور محبت کی ضمانت بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن جاؤ۔ اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ اب بھی جسے چاہے کلیم بنا سکتا ہے تا کہ خیرِ اُمّت کا مقام ہمیشہ اپنی شان دکھاتا رہے۔ یہ سب کچھ زمانے کے امام سے جُڑنے سے ہوگا۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے مسلمانوں کی حالت بھی سنورے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:۔

”یہ عاجز بھی اسی کام کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا قرآنِ شریف کے احکام بہ وضاحت بیان کر دیوے......“۔

(ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد نمبر3 صفحہ103)

پھر فرمایا: ”......مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو مَیں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اُس کے سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔ سو تم مقابلہ کے لئے جلدی نہ کرو اور دیدہ و دانستہ اس الزام کے نیچے اپنے تئیں داخل نہ کرو جو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُوْلٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:37) “(یعنی جس بات کا تجھے علم نہیں ہے اُس کے پیچھے نہ چل۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل سب سے پوچھا جائے گا) فرمایا کہ ”بدظنی اور بدگمانی میں حد سے زیادہ مت بڑھو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی باتوں سے پکڑے جاؤ......“۔

(ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد نمبر3 صفحہ104۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں۔

”......اے مسلمانوں! اگر تم سچے دل سے حضرتِ خداوند تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرت الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آ گیا اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بنا ڈالی بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا۔ قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا پڑتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اُچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آ گیا۔ خدائے تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی، کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی ایک پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجودہ برکت کچھ بھی نہ ہو۔ وہ ظلمت کے کامل غلبہ کے وقت اپنی طرف سے نور پہنچاتا ہے“۔

(ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد نمبر3 صفحہ104,105۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جوش نے جس خلیفۃ اللہ کو بھیجا وہ تو ہمارے ایمان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے ثریا سے زمین پر ایمان لے آئے اور اسلام کے حقیقی نور کو ہم پر آشکار کر دیا۔ آپ کے بعد آپ کی خلافت کا سلسلہ بھی آپ کی پیشگوئی کے مطابق جاری ہو گیا۔ اور اس نظامِ خلافت کے متعلق جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، ہم نے حدیث پڑھی ہے، آپؑ نے یہ پیشگوئی بھی فرما دی ہے کہ ”جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی“۔ (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ305)

اور یہ بات جیسا کہ مَیں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہے۔ پس احمدی جہاں تک اس پیغام کو پہنچا سکتے ہیں ضرور پہنچائیں کہ اگر تمہیں اپنی بقا خلافت کی ڈھال میں نظر آ رہی ہے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جاری ہے۔ اس کے لئے کسی پُر جوش احتجاج کی ضرورت نہیں، کسی قسم کی گولیاں چلانے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ انعام اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہی جاری ہوسکتا ہے اور جاری ہوا ہے، نہ کہ عوامی کوششوں اور تحریکوں سے۔ پس آؤ اور اس الٰہی نظام کا حصہ بن کر مسلم اُمّہ کی مضبوطی کا باعث بن جاؤ۔ یہی طریق ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہی طریق ہے جس سے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی اظہار ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ مسلمانوں کو اس بنیادی نقطہ کی سمجھ آ جائے اور اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چلیں۔

بہر حال یہ تو وہ ایک طریق ہے جو انہوں نے خود کہا کہ اس کا حل یہی ہے اور روحانی طریقہ ہے جو مسلم اُمّہ کے لئے خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جس کی طرف ہمیں جب بھی موقع ملے احمدی توجہ دلاتے رہتے ہیں اور توجہ دلاتے رہیں گے کہ مسیح و مہدی کو مان کر اپنی بقا کے سامان پیدا کرو۔

لیکن بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا احمدی دُعا کی طرف بھی خاص طور پر متوجہ رہیں اور دنیاوی طور پر بھی سمجھاتے رہیں۔ یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہر مسلمان ملک کو ہوشمند، انصاف پسند اور خدا کا خوف رکھنے والی لیڈر شپ عطا فرمائے۔ ابھی تک تو جہاں بھی کسی قسم کی بے چینی ہے یا فی الحال بظاہر سکون ہے، جو بھی حکمران ہیں ہمیں اُن کے اپنے ہی مفادات نظر آتے ہیں اور جو حکمران بننے والے نظر آ رہے ہیں وہ بھی ویسے ہی نظر آ رہے ہیں جو اپنے مفادات رکھنے والے ہیں۔ چہرے بدل جاتے ہیں لیکن طور طریق وہی رہتے ہیں۔ اب جب بعض ملکوں کے عوام کا ردّعمل ظاہر ہوا ہے اور پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ہو گیا ہے تو جابر بادشاہ بھی عوام کے حقوق کا نعرہ لگانے لگ گئے ہیں۔ اگر پہلے ہی یہ خیال آ جاتا تو نہ املاک کو اتنا نقصان پہنچتا، نہ ہی جانوں کا اتنا نقصان ہوتا۔ اب لگتا ہے کہ ہر ملک ہی اس لحاظ سے غیر محفوظ ہو گیا ہے۔ کونسی طاقتیں پیچھے کام کر رہی ہیں؟۔ یہ حقیقت میں مُلک میں امن لانے والی ہیں یا صرف کرسی پر قبضہ کرنے والی ہیں یا فساد پیدا کرنے والی ہیں؟ سعودی عرب بھی جہاں مضبوط بادشاہت قائم ہے اُنہوں نے بھی اِرد گرد کے ہمسایہ ملکوں کے عوام کا رویّہ دیکھ کر یہ اعلان کر دیا ہے کہ ہم بھی اپنے عوام کو مزید سہولتیں دیں گے۔ بہر حال اس صورتِ حال میں بعض قوتیں اُبھر رہی ہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوتیں نئے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سازوسامان کے ساتھ میدان میں اُترنے کی منصوبہ بندیاں کررہی ہیں۔ایک تو وہ لوگ ہیں جو بڑی طاقتوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کررہے ہیں کہ تم نے اپنے سابقہ غلاموں کو دیکھ لیا ہے اب ہمیں بھی آزمالو۔ یا سابقہ حکمرانوں نے اپنے آقاؤں کے سامنے کچھ لوگ رکھ دیئے ہیں جو اس وعدے کے ساتھ آرہے ہیں یا آئیں گے کہ حکومتی پالیسی وہی رہے گی اور تمہارے مفادات کی حفاظت بھی ہوتی رہے گی۔ چہرے بدلنے سے عوام خوش ہوجائیں گے یا کچھ دیر کے لئے اُن کی تسلی ہوجائے گی اور بے چینی ختم ہوجائے گی۔لیکن اب جو سوچ لوگوں میں اُبھر رہی ہے اور اب جو احساس لوگوں میں پیدا ہورہا ہے، تجزیہ نگاروں کے جو تجزیے پیش ہورہے ہیں، وہ یہی ظاہر کرتے ہیں کہ لوگوں میں اتنا شعور پیدا ہوگیا ہے کہ وہ اس طریق کو اب زیادہ دیر تک کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور ہوسکتا ہے بے چینی کا یہ سلسلہ لمبا چلتا چلا جائے۔

دوسری جو خطرناک بات ہے وہ یہ کہ اِن حالات سے مذہبی شدت پسند گروپ جو ہے وہ بھی فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گے بلکہ کر رہے ہیں۔ ابتدا میں عین ممکن ہے کہ انتہائی معتدل رویہ دکھائیں یا یہ اظہار کریں کہ ہم معتدل ہیں لیکن آہستہ آہستہ کُھل کھیلیں گے۔جس سے مسلمانوں کے لئے دنیا میں مزید مشکلات کا دور شروع ہونے کا خطرہ ہے۔ظاہر ہے بڑی طاقتیں اس کے مقابل پر جو ظاہری اور چھپی چھپی ہوئی حکمتِ عملی وضع کریں گی وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا باعث ہوگی۔ بڑی طاقتیں یہ کبھی برداشت نہیں کریں گی کہ بعض مخصوص علاقوں میں اُن کے مفادات متاثر ہوں۔ بڑی طاقتوں کی آپس کی بھی خاموش یا سرد جنگ ہے جو آہستہ آہستہ دوبارہ اپنے عروج پر پہنچ رہی ہے۔اس کے نتیجہ میں بے چینی اور فساد مختلف قسم کے گروپوں کی پُشت پناہی سے پھیلتا چلا جائے گا۔آج کل بھی تیسری دنیا کے بعض غریب ملک ہیں بلکہ کہنا چاہئے کہ مسلمان ملک ہیں جن کے اندرونی فساد بڑی طاقتوں کے اپنے مفادات کے ٹکراؤ کی وجہ سے ہیں۔اور جیسا کہ مَیں نے کہا مسلمان ممالک کا المیہ یہ ہے کہ عموماً جو رہنما ہیں وہ قومی اور ملکی مفادات کی حفاظت کا حق ادا نہیں کرتے۔اَنا اور تکبر اور ذاتی مفادات کی وجہ سے غیر کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں اور پھر مُلّاں چونکہ تقویٰ سے عاری ہے اس لئے یہ مفاد پرست سیاستدانوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ملکی امن اور دنیا کے امن کے لئے بہت زیادہ خطرناک ہوسکتا ہے۔اور یہ صورتِ حال ایسی بھیانک بن رہی ہے جس کے لئے بہت فکر اور دعا کی ضرورت ہے۔اقتدار پر قبضے کے لئے، وسائل پر قبضے کے لئے، علاقے کی اہمیت کے پیشِ نظر ہر قوت جو ہے وہ وہاں پاؤں جمانے کی کوشش کررہی ہے۔مسلمان دنیا میں اندرونی اور بیرونی طاقتوں کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے کہ کون ان چیزوں پر پہلے قبضہ کرتا ہے جس کی وجہ سے عوام پِس رہے ہیں۔ملک چند قدم ترقی کرلیتا ہے تو پھر مفاد پرست قومیں یا قوتیں اُسے کئی قدم پیچھے لے جاتی ہیں۔ ایک زمانے میں عراق کے متعلق کہتے تھے کہ اس طرح ترقی کررہا ہے کہ وہاں جا کر لگتا ہے جیسے یورپ کے کسی ترقی یافتہ مُلک میں آ گئے ہیں، لیکن پھر گزشتہ بیس سال کی بے چینی اور فساد اور جنگ نے اسے کھنڈر بنا دیا۔اور پھر اگر دیکھیں تو عراق کے ان حالات کے ساتھ عرب دنیا میں خاص طور پر اور بعض افریقن ممالک میں جو عربوں کے ساتھ لگتے ہیں عموماً بدامنی اور بے چینی زیادہ ہوگئی ہے۔ بڑی طاقتیں وسائل اور علاقے کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے قدم جمانا چاہتی ہیں تو نام نہاد اسلامی تنظیمیں اپنا قبضہ جمانا چاہتی ہیں۔ملک کے عوام کو دونوں طرف سے سبز باغ دکھائے جاتے ہیں۔اگر سیاستدان ایماندار ہوں، سربراہانِ مملکت اپنے عوام کی خیرخواہی نیک نیتی سے چاہتے ہوں، اُن کے حقوق کا تحفظ کریں تو نہ کبھی بے چینی پھیلے، نہ ہی شدت پسند تنظیموں کو اُبھرنے کا موقع ملے، نہ بیرونی طاقتیں غلط رنگ میں اپنے مفاد حاصل کرسکیں۔بہرحال مختصر یہ کہ جو کچھ ہورہا ہے، یہ جو ظلم ہر جگہ نظر آرہے ہیں دنیا کو تباہی کی طرف لے جاتے نظر آرہے ہیں۔اگر حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہوا، انصاف قائم نہ ہوا تو آج نہیں تو کل یہ تباہی اور جنگ دنیا کو لپیٹ میں لے لے گی۔اور بعید نہیں کہ اس کے ذمہ دار یا وجہ بعض مسلمان ممالک ہی بن جائیں۔

پس بہت فکر کا مقام ہے۔اللہ تعالیٰ اسلامی دنیا کو انصاف پسند اور تقویٰ پر چلنے والے رہنما عطا فرمائے۔جو قرآنی حکم تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدہ:3) پر عمل کرنے والے ہوں۔جو نیکی کے نام پر تعاون کرنے والے ہوں اور تعاون چاہنے والے ہوں۔جب وہ عوام سے تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے نیکی کے نام پر تعاون چاہیں گے، جب وہ ہمسایوں سے نیکی کے نام پر تعلقات رکھیں گے، جب وہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے حقوق العباد ادا کر رہے ہوں گے تو امن بھی قائم ہوگا اور مُلک بھی ترقی کریں گے۔ بظاہر حالات ایسے ہیں کہ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدہ:3) کی صورت نظر نہیں آتی بلکہ ہر طرف ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کا نظارہ ہی نظر آرہا ہے۔اِن حالات میں جیسا کہ مَیں نے کہا ہم دعائیں ہی کرسکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ ایک محدود طبقے تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں۔آج احمدی ہی اس دنیا کے امن کی ضمانت ہیں۔آج دنیا دنیاوی داؤ پیچ کو سب کچھ سمجھتی ہے لیکن احمدی جو زندہ خدا کے نشانوں کو دیکھتا ہے، خدا تعالیٰ کی ذات پر انحصار کرتا ہے، خدا تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھتا ہے، خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے لئے خدا کے آگے جھکنا ہی سب کچھ ہے۔

ایک بنگالی پروفیسر صاحب چند دن ہوئے مجھے ملنے آئے۔کہنے لگے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اگر جماعت احمدیہ اکثریت میں ہوگی، ہوتی ہے یا ہوجائے تو دوسرے فرقوں یا مذہبوں پر زیادتی نہیں ہوگی اور لوگوں کے حقوق نہیں دبائے جائیں گے؟ تو مَیں نے اُن کو کہا کہ جو اکثریت دلوں کو جیت کر بنی ہو، جو جبر کے بجائے محبت کا پیغام لے کر چلنے والی ہو، وہ ظلم نہیں کرتی بلکہ محبتیں پھیلاتی ہے۔اس کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہوتا ہے۔اُس کے پیشِ نظر خدا تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔ وہ نیکیوں پر تعاون کرتی ہے اور تعاون لیتی ہے، اور پھر جو خلافتِ راشدہ کا نظام ہے یہ انصاف قائم کرنے کے لئے ہے، حقوق دلوانے کے لئے ہے، حقوق غصب کرنے کے لئے نہیں ہے۔اور جو حکومت خلافت کی بیعت میں ہوگی وہ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف تو توجہ دے گی، حقوق غصب کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ بشری تقاضے کے تحت بعض غلط فیصلے ہوسکتے ہیں لیکن اگر تقویٰ ہو تو اُن کی بھی اصلاح ہوجاتی ہے۔

بہرحال گو مولویوں کے کہنے میں آ کر یا دنیاوی خوف سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد، احمدی جو حقیقی مسلمان ہیں اُن کے خلاف ہو کر اُن پر ظلم وتعدی کا بازار گرم کئے ہوئے ہے، اُن سے ظلم کا رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ یہ تو اُن کا رویہ ہے وہ بے شک ظلم کریں لیکن احمدی اس وقت بے چین ہے، مجھ سے بعض لوگ خطوط میں بھی اظہار کرتے ہیں کہ عالمِ اسلام کی حالت دیکھ کر ہماری عجیب حالت ہوجاتی ہے۔پس ہمارا کام ہر حالت میں مسلمانوں کی فکر کرنا ہے، اُن سے ہمدردی کے جذبات رکھنا ہے اور اُن کے لئے دعائیں کرنا ہے اور یہ ہم انشاءاللہ کرتے چلے جائیں گے۔

آخر میں مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہمارے احمدی جو عرب ملکوں میں بھی رہتے ہیں یا اُن کا اسلامی حکومتوں کے سیاستدانوں اور لیڈروں سے بھی کوئی تعلق ہے یا رسوخ ہے تو اُن کو بتائیں کہ اگر تم نے ہوش نہ کی، انصاف اور تقویٰ کو قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش نہ کی، مُلّاں کے چُنگل سے اپنے آپ کو نہ نکالا، شدت پسند گروہوں پر کڑی نظر نہ رکھی تو کوئی بعید نہیں کہ مُلّاں مذہب کے نام پر بعض ملکوں میں حکومت پر مکمل قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور پھر مذہب کے نام پر ایسے خوفناک نتائج سامنے آئیں گے جو عوام کو مزید اندھیروں میں دھکیل دیں گے۔ مذہب کے نام پر ایک فرقہ دوسرے فرقے پر ظلم کرتا چلا جائے گا۔اور اس فساد کی صورت میں پھر بڑی طاقتوں کو متعلقہ ملکوں میں اپنی مرضی سے دَر آنے کا پروانہ مل جائے گا۔امن کے نام پر وہاں آ کر بیٹھ جانے کا اُن کو آپ لائسنس دے دیں گے، جس سے پھر فساد ہوگا، جانوں کو نقصان ہوگا، املاک کا نقصان ہوگا اور بالواسطہ یا بلاواسطہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے کا انتظام بھی ہوسکتا ہے بلکہ یقینی طور پر ہوگا۔اور سب سے بڑھ کر یہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک وسیع جنگ دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے، لے لے گی۔اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور مسلم اُمّہ کو اور ان کے رہنماؤں کو عقل دے، سمجھ دے کہ خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں۔

سیرالیون میں ایک اور مسجد کے افتتاح کی بابرکت تقریب

(رپورٹ:محمد قاسم طاہر ۔مبلغ سلسلہ سیرالیون)

سیرالیون میں ہر سال مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے ۔ ان مساجد کے مکمل ہونے پر ان کے افتتاح کی تقاریب حسب موقع منعقد کی جاتی ہیں ۔ ان تقاریب سے جماعتوں میں ولولہ پیدا ہوتا ہے اور ان کے ایمانوں میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

حال ہی میں مکمل ہونے والی مسجد انجل ہول کی افتتاحی تقریب منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جہاں یہ نئی مسجد تعمیر ہوئی ہے یہ جگہ سیرالیون کے دارالحکومت فری ٹاؤن سے باہر جانے والی مین ہائی وے پر واقع ہے۔ یہ مین ہائی وے دارالحکومت کو پورے ملک سے ملاتی ہے ۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری ایک مضبوط جماعت ہے اور ہمارے لوکل مشنری بھی موجود ہیں۔

مورخہ 13 فروری کی صبح مکرم مبارک احمد نذیر صاحب جو جلسہ سالانہ کے لئے مرکزی نمائندہ بن کر آئے تھے ان کی موجودگی میں یہاں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں احباب جماعت کے علاوہ علاقے کے سرکردہ شخصیات نے بھی شرکت کی۔

لندن واپسی سے قبل مکرم مبارک احمد نذیر صاحب اور آپ کی اہلیہ محترمہ قافلہ میں شامل امیر ومشنری انچارج مولانا سعید الرحمٰن صاحب،فری ٹاؤن ریجن کے مبلغ انچارج مکرم افتخار احمد گوندل صاحب اور دیگر خواتین کے ہمراہ اس تقریب میں صبح 10 بجے پہنچے۔ کثیر تعداد میں احباب جمع ہو چکے تھے۔تقرب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔مولانا سعیدالرحمٰن صاحب امیر ومشنری انچارج نے مکرم مبارک احمد نذیر صاحب کا تعارف کروایا۔

مکرم مبارک احمد نذیر صاحب نے اپنی مختصر تقریر میں احباب جماعت کو نئی مسجد کی تعمیر کے بعد اس کی خوبصورتی اور اسے آباد رکھنے کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی۔دعا کے ساتھ مسجد کا باقاعدہ افتتاح عمل میں آیا۔ تقریب کے بعد سب شاملین کو کھانا پیش کیا گیا اور اختتامی دعا کروائی گئی۔

حضورا نور ایدہ اللہ کی طرف سے جماعت کو سولر سسٹم کے ساتھ MTA کا تحفہ بھی دیا گیا ہے جس سے احباب جماعت بھی مستفید ہورہے ہیں اور یہ علاقہ میں تبلیغ کا بھی ذریعہ بن گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احباب بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں داخل ہورہے ہیں۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سیرالیون کو مساجد کی تعمیر کے ساتھ انہیں آباد رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور ان میں عباد الرحمٰن پروان چڑھیں۔آمین

جماعت احمدیہ کی بنیاد کا تاریخی دن
23/مارچ 1889ء

(تحریر: مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاھد۔(مرحوم) ۔ مؤرخ احمدیت)

کوئی واقعہ زمین پر رونما نہیں ہوتا جب تک آسمان پر اس کا فیصلہ نہ ہو جائے۔ بعض بزرگانِ دین مثلاً علامہ محمد بن نعمان شیخ مفید (ولادت 950ء۔وفات 1022ء) اور علامہ فضل بن حسن طبرسی طُوسی امین الاسلام (متوفی 1153ء) اور تیرھویں صدی ہجری کے مشہور فاضل و محقق علامہ مومن بن حسن مؤلف نورالابصار رقمطراز ہیں کہ قدیم آثار و روایات کے مطابق امام موعود طاق سن میں ظہور فرمائیں گے اور آپ کے اسم گرامی کا اعلان بذریعہ جبریل 23/تاریخ کو کیا جائے گا۔

(''چودہ ستارے'' صفحہ 485 مؤلفہ مولانا نجم الحسن کراروی۔ مطبع حیدری پریس لاہور ۔طبع سوم ۔15/فروری 1973ء بحوالہ شرح ارشاد مفید صفحہ 532۔ غایۃ المقصود جلد 1 صفحہ 161۔ اعلام الوریٰ صفحہ 262۔ نور الابصار صفحہ 155۔) (ایضاً ''چودہ ستارے'' صفحہ 493۔ بحوالہ اعلام الوریٰ صفحہ 365)

یہ آسمانی نوشتہ 23/مارچ 1889ء کو حیرت انگیز رنگ میں پورا ہوا جبکہ خدائے ذوالعرش کے ربّانی حکم سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے لدھیانہ میں پہلی بیعت لے کر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ لدھیانہ شہر فی الحقیقت ''بابِ لُدّ'' کہلانے کا مستحق ہے کیونکہ یہیں برطانوی حکومت نے پنجاب کا پہلا عیسائی مشن 1835ء سے قائم کر رکھا تھا۔ یہیں سے فتنۂ صلیب اٹھا اور یہیں سے کسرِ صلیب کے عالمگیر منصوبہ کا آغاز ہوا۔

اس زمانہ میں سلطان عبدالحمید ثانی عثمانی حکومت کے بادشاہ اور شرف عون الشریف مکّہ مکرمہ کے امیر تھے۔ ایران میں ناصرالدین قاچار، افغانستان میں امیر عبدالرحمٰن خان اور مراکش میں سلطان عبدالعزیز برسراقتدار تھے اور جرمنی پر قیصر ولیم دوم، روس پر نکولس ثانی، امریکہ میں بنجمن ہیریسن اور برٹش ایمپائر پر ملکہ وکٹوریہ کی حکمرانی تھی۔ وائسرائے ہند لارڈ لینسڈ ون اور گورنر پنجاب سر جیمز براڈوڈ لائل تھے۔ ہر طرف یاجوج و ماجوج کی خوفناک طاقتیں مسلّط ہو چکی تھیں اور مسلمانانِ عالم کا زوال اور نکبت و ادبار انتہاء تک پہنچ چکا تھا اور دین محمدی کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

یعنی افواج یزید کی طرح ہر طرف کفر جوش مار رہا ہے اور دین حق حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مانند بیمار و بے کس ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہؑ کی خدمت میں لدھیانہ کے بعض مخلصین نے پانچ سال قبل بیعت کی درخواست کی مگر آپؑ نے فرمایا ''لَسْتُ بِمَامُوْرٍ'' کہ مَیں مامور نہیں۔ یہ 1884ء کے اوائل کا واقعہ ہے۔ ازاں بعد 12/جنوری 1889ء کو آپؑ کے لختِ جگر سیدنا محمود کی ولادت ہوئی تو آپؑ نے اذن الٰہی سے اسی دن قادیان سے دعوت بیعت کا عام اشتہار دیا جس میں دس شرائط بیعت پر روشنی ڈالنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جو حضرات ان شرائط سے متفق ہوں انہیں استخارۂ مسنونہ کے بعد بیعت کی اجازت ہوگی۔ اشتہار کی اشاعت کے بعد حضرت اقدس لدھیانہ تشریف لے گئے اور لدھیانہ کے جلیل القدر صوفی اور صاحبِ کشف بزرگ اور حضرت حاجی احمد جان کے مکان سے متصل پیر مہد شاہ کے مکان واقعہ محلّہ جدید میں قیام فرما ہوئے اور 4/مارچ 1889ء کو ان تمام حضرات کے نام جو بیعت کے لئے مستعد تھے بذریعہ اشتہار یہ ہدایت جاری فرمائی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اور خوشخط قلم سے اپنے نام اور پتہ سے اطلاع دیں تا ان کا نام مبایعین کی فہرست میں درج کر لیا جائے۔

اسی اشتہار میں (جو آپ نے بیعت اولیٰ سے 19 روز قبل شائع فرمایا) نہایت پُرشوکت الفاظ میں یہ پیشگوئی فرمائی کہ:

''خدا تعالیٰ نے اِس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کیلئے اور اپنی قدرت دکھانے کیلئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نُصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور اَمن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔ سو یہ گروہ اُس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور اُن کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشینگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا۔ اور ہزارہا صادقین کو اِس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اُس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کیلئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا۔ اور ہمیشہ قیامت تک اِن میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اُس ربِّ جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد نمبر 1 صفحہ 198)

اس اشتہار میں حضرت اقدسؑ نے یہ اطلاع بھی دی کہ ''تاریخ ہذا سے جو 4/مارچ 1889ء ہے 25/مارچ تک یہ عاجز لدھیانہ محلّہ جدید میں مقیم ہے۔ اس عرصہ میں اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لودھیانہ میں 20/تاریخ کے بعد آجاویں''۔

(مجموعہ اشتہارات صفحہ 193)

مگر حاجی الحرمین الشریفین حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب شاہی طبیب جموں و کشمیر کو لکھا کہ وہ بجائے 20/کے 22/مارچ کو تشریف لاویں۔

(الحکم 31/مئی 1903ء صفحہ 4۔ اور البدر 12/جون 1903ء صفحہ 162)

حضورؑ نے آپؓ سے وعدہ کر رکھا تھا کہ جب حضرت احدیت کی جناب سے بیعت کا اذن ہوگا تو سب سے پہلی بیعت آپ سے لی جائے گی۔

اشتہار 4/مارچ کے مطابق 21/مارچ سے بیعت کے طالب مخلصین نہایت ذوق وشوق اور والہانہ رنگ میں لدھیانہ پہنچنے شروع ہوگئے۔ ایک رجسٹر حضورؑ نے پہلے سے تیار کرالیا تھا جس کی پیشانی پر لکھا تھا ''بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت''۔ اسی رجسٹر پر آنے والوں کا اندراج کیا جانے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے لودھیانہ اور جالندھر کے قرب وجوار اور ریاست کپورتھلہ، مالیرکوٹلہ اور پٹیالہ کے علاوہ جمّوں، سیالکوٹ اور قادیان وغیرہ کے بہت سے خوش نصیب وجود جمع ہوگئے۔ قدوسیوں کا یہ گروہ نہایت بیتابی سے امام موعود کے دست مبارک پر بیعت کی مبارک گھڑیوں کا انتظار کرنے لگا۔ آخر وہ دن آگیا جو ازل سے اس پاک آسمانی سلسلہ کے سنگ بنیاد کے لئے مقرر تھا۔ یعنی 23/مارچ 1889ء۔

اس روز صبح نو بجے سے ایک بجے دوپہر تک حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب بھیروی نے حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان میں آیت اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام (آل عمران: 20) پر ایک نہایت مؤثر اور ایمان افروز خطاب فرمایا جسے سامعین نے بے حد پسند کیا اور درخواست کی کہ اسے جاری رکھا جائے۔ مگر اس کے دوران نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ چنانچہ نماز پڑھی گئی اور پھر ان سب بزرگوں نے کھانا کھایا اور بعد نماز عصر بیعت کا آغاز ہوا۔

(رجسٹر بیعت اولیٰ۔ اخبار الحکم 21/جنوری 1934ء صفحہ 6۔ روایت حضرت حافظ نور احمد صاحب لدھیانوی۔ حیات احمد جلد سوم صفحہ 24 تا 28 مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی۔ مطبوعہ اسلامی پریس حیدرآباد دکن۔ اگست 1952ء)

حضرت اقدس ایک کچی کوٹھڑی میں تشریف فرما ہوئے اور دروازہ پر خادم خاص حضرت حافظ حامد علی صاحب آف قادیان کو مقرر کر دیا اور ہدایت فرمائی کہ جسے مَیں کہتا جاؤں اسے کمرہ میں بلاتے جاؤ۔ چنانچہ حضور نے سب سے قبل حضرت مولانا حکیم نورالدین کو یاد فرمایا۔ اس طرح اوّل المبائعین ہونے کا شرف آپؓ کو عطا ہوا۔

آپؓ فرماتے ہیں کہ: ''نبی کو جو فراست دی جاتی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی جاتی۔ حضور نے جب میری بیعت لی تو میرا ہاتھ پہنچے سے پکڑا حالانکہ دوسروں کے ہاتھ اس طرح پکڑتے جیسے مصافحہ کیا جاتا ہے۔ پھر مجھ سے دیر تک بیعت لیتے رہے اور تمام شرائط بیعت کو پڑھوا کر اقرار لیا۔ اس خصوصیت کا علم مجھے اس وقت نہیں ہوا مگر اب یہ بات کھل گئی''۔

(تشحیذالاذہان قادیان جلد 7 نمبر 10 صفحہ 477۔ ایضًا کلام امیر (ضمیمہ بدر قادیان) صفحہ 25 کالم 2)

بیعت کے الفاظ حضور نے اپنے قلم مبارک سے لکھ کر پہلے ہی حضرت حکیم الامت کو عنایت فرمادئے تھے جو یہ تھے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی

''آج مَیں احمد کے ہاتھ پر اپنے اُن تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں مَیں مبتلا تھا اور اپنے سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذّات پر مقدم رکھوں گا اور اشتہار کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہوں گا اور مَیں اپنے گزشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّیْ، اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّی، اَسْتَغْفِرُاللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ رَبِّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَ نْبِیْ فَا غْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُالذُّنُوْبَ اِلَّا اَ نْتَ۔

(عکس الفاظ بیعت۔ تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 127۔ ناشر ادارۃ المصنفین ربوہ ۔دسمبر 1963)

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کے بعد میر عباس علی صاحب، حضرت شیخ محمد حسین صاحب خوشنویس مراد آبادی، حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری اور حضرت مولوی عبداللہ صاحب ساکن تنگی علاقہ چارسدہ (ضلع پشاور) بالترتیب بیعت سے مشرف ہوئے۔ حضرت میر عنایت علی صاحب لدھیانوی کا بیان ہے کہ مجھے میر عباس علی صاحب نے قاضی خواجہ علی صاحب کو بلانے کے لئے بھیج دیا ورنہ تیسرے نمبر پر مَیں ہی جاتا۔ بہرحال ازاں بعد حضور نے حضرت منشی اللہ بخش صاحب لودھیانوی کا نام لے کر بلایا۔ پھر حضرت شیخ حامد علی صاحب سے فرمایا کہ خود ہی ایک ایک کو بھیجتے جائیں۔ اس پر حضرت قاضی خواجہ علی صاحب لودھیانوی، حضرت میر عنایت علی صاحب، حضرت چوہدری رستم علی صاحب مدار ضلع جالندھر اور پھر معاً بعد یا کچھ وقفہ کے ساتھ کپورتھلہ سے حضرت منشی اروڑا خان صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب جیسے فدائیوں نے بیعت کی۔ حضرت منشی صاحب بیعت کرنے لگے تو حضورؑ نے فرمایا کہ آپ کے رفیق کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ منشی محمد اروڑا خان صاحب نے تو بیعت کرلی ہے اور محمد خان صاحب نہار ہے ہیں کہ نہا کر بیعت کریں۔ چنانچہ حضرت میاں محمد خان صاحب بھی حاضر ہوگئے اور بیعت کرلی۔ ستائیسویں نمبر پر حضرت منشی رحیم بخش صاحب سنوری کی بیعت ہوئی۔ اس طرح بیعت اولیٰ کے پہلے روز باری باری چالیس بزرگوں کو خدا تعالیٰ کے مقدس اور موعود امام کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 77-78 و جلد 3 صفحہ 13۔ مرتبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی شہادت ہے کہ ''حضورؑ تنہائی میں بیعت لیتے تھے اور کواڑ بھی قدرے بند ہوتے تھے۔ بیعت کرتے وقت جسم پر ایک لرزہ اور رقّت طاری ہو جاتی تھی اور دعا بعد بیعت بہت لمبی فرماتے تھے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 87۔ مؤلفہ ملک صلاح الدین صاحب ایم اے ۔ناشر طاہر اکیڈیمی لاہور مئی 1991ء)

مَردوں کی بیعت ہو چکی تو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ اندرون خانہ تشریف لے گئے اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کی اہلیہ محترمہ اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم

صاحبہ اور بعض اور خواتین نے بیعت کی۔ حضرت اقدس کی حرم محترم ابتدا ہی سے آپ کے سبھی دعاوی پر ایمان رکھتی تھیں اور شروع ہی سے اپنے تئیں بیعت میں سمجھتی تھیں اس لئے آپ نے اپنے تئیں الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔

حضرت اقدس لدھیانہ میں 18/اپریل 1889ء تک قیام فرما رہے۔ ابتداءً محلّہ جدید میں اور پھر محلّہ اقبال گنج میں۔ اس دوران بیعت کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ پہلے بیعت انفرادی رنگ میں ہوتی تھی پھر مجمع عام میں یا بذریعہ خطوط ہونے لگی۔

بلاشبہ 23/مارچ 1889ء کا تاریخ ساز دن ایام اللہ میں سے ہے جو اپنی عظمت و اہمیت کے اعتبار سے رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔ یہی وہ مبارک دن ہے جب کہ دین حق کی نشأۃ ثانیہ کا چاند مطلع عالم پر طلوع ہوا جس کی نورانی کرنوں سے زمین کے کنارے تک جگمگا اٹھے۔ برصغیر پاک و ہند کے مایہ ناز انشاء پرداز اور اُردو ادب کے زبردست نقاد اور متعدد مذہبی اور علمی کتب کے مصنف علامہ نیاز فتح پوری نے ماہنامہ نگار لکھنؤ بابت ماہ جولائی 1960ء تحریر فرمایا کہ:

''تحریک احمدیت کی تاریخ 1889ء سے شروع ہوتی ہے جس کو کم وبیش ستّر سال سے زیادہ زمانہ نہیں گزرا لیکن اس قلیل مدت میں اس نے اتنی وسعت حاصل کی کہ آج لاکھوں نفوس اس سے وابستہ نظر آتے ہیں اور دنیا کا کوئی دور دراز گوشہ ایسا نہیں جہاں یہ مردان خدا اسلام کی صحیح تعلیم کی نشرواشاعت میں مصروف نہ ہوں۔ اور جب قادیان و ربوہ میں صدائے اللہ اکبر بلند ہوتی ہے تو ٹھیک اس وقت یوروپ وافریقہ وایشیا کے ان بعید وتاریک گوشوں سے بھی یہی آواز بلند ہوتی ہے جہاں سینکڑوں غریب الدیار احمدی خدا کی راہ میں دلیرانہ قدم آگے بڑھائے ہوئے چلے جارہے ہیں''۔

خدا کا ہم پہ بس لطف وکرم ہے
وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے
ظہور عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے
سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے
ستم اب مائلِ ملک عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

(درّثمین)

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 16

حضرت مہر غلام حسین صاحب ہی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص بنام رحیم بخش صاحب قوم درزی ان کی مسجد میں آیا کرتا تھا۔ آکر کہنے لگا کہ مولوی صاحب! آج طبیعت بہت پریشان ہے۔ مَیں نے اس کی وجہ پوچھی تو بیان کرنے لگا کہ حامد شاہ ایک فرشتہ اور باخدا انسان ہے اور مسلمان ان کی تعریف کرتے ہیں۔ آج ان سے بہت غلطی ہوئی ہے۔ آج انہوں نے اپنے ماموں عمر شاہ کو کہا ہے کہ ماموں جان آپ کا حضرت ابنِ مریم کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ بیٹا! میرا تو یہی مذہب ہے کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں۔ کسی زمانے میں اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ ماموں صاحب! آج سے آپ میرے امام نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے کہ ایک انسان کو حيّ و قیوم اور لازوال مانا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سید و مولیٰ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عقیدہ سے بڑی ہتک ہوتی ہے کہ وہ تو زمین میں مدفون ہوں اور حضرت عیسیٰ آسمان پر اُٹھائے جائیں۔ عمر شاہ نے اس پر کہا کہ اچھا بیٹا، آپ آگے کھڑے ہوا کریں اور مَیں پیچھے پڑھا کروں گا۔ مَیں نے یہ بات سنتے ہی کہا کہ مولوی صاحب! مَیں نے مان لیا ہے کہ مسیح مر گیا ہے۔ اگر مسیح زندہ رہیں تو توحید میں بڑا فرق آتا ہے۔ آپ یہ مت خیال کریں کہ احمدی ہوں۔ مَیں ابھی تک احمدی نہیں مگر مرزا صاحب کی بات ضرور سچی ہے۔ مَیں کبھی گوارا نہیں کرسکتا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کی جائے۔ مولوی صاحب نے میرے منہ کے آگے ہاتھ رکھ دیا۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب! کیوں روکتے ہو؟ مولوی صاحب نے کہا کہ اگر آپ کا عقیدہ ہوگیا ہے کہ مسیح مر گیا ہے تو اتنا جوش وخروش دکھانے کی کیا ضرورت ہے؟ مَیں نے کہا مولوی صاحب! مسجد سے نکلتے ہی منادی کرتا چلا جاؤں گا کہ اگر حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں تو محمد رسول اللہ کی ہتک ہے۔ مَیں نے جاتے ہی اپنے والد صاحب کو سمجھایا اور میرا بڑا بھائی غلام حسین جو عارف والے کا امیر جماعت ہے وہ دونوں جَل کر آگ بگولہ ہوگئے اور میرا نام دجال اور ملعون وغیرہ رکھا۔ مجھے یہ خیال آیا کہ کل جمعہ پر مولویوں کا حملہ ہوگا۔ مَیں نے رات کے وقت اس احمدی کو جس کو ہم نے مسجد سے روکا تھا ایک نوکر کے ذریعہ بلایا۔ مَیں نے اسے پوچھا کہ کیا مرزا صاحب نے وفاتِ مسیح پر کوئی دلیل بھی دی ہے یا یوں ہی کہہ دیا ہے۔ اس نے کہا نہیں آیات پیش کی ہیں، مَیں نے حیران ہوکر کہا کہ ہم دن رات قرآن پڑھتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔ ایک ہی آیت ہمیں بتا دو۔ اس نے ساتویں پارے کی آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ بتادی۔ مَیں نے کہا اب میری تسلی ہوگئی ہے۔ اب کوئی مولوی میرا مقابلہ نہ کرسکے گا۔ فجر کے وقت مولوی غلام حسین صاحب اور مولوی فیض دین صاحب اور دو تین اور آدمی میرے بھائی کے ہمراہ آئے۔ مَیں مسجد کے دروازے میں کھڑا تھا کہ یہ جا پہنچے۔ مولوی غلام حسین نے کہا کہ مسیح کے آپ کیوں دشمن ہوگئے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ مولوی صاحب! مَیں نے کیا دشمنی کی؟ وہ کہتے کہ آپ کا بھائی کہتا ہے کہ یہ مسیح کی موت کا قائل ہوگیا ہے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب کیا کریں، وہ تو خود اپنی موت کا اقرار کر رہا ہے۔ اور آپ کی مثال مدعی سست گواہ چست کی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا یہ کہاں لکھا ہے؟ مَیں نے کہا قرآن میں۔ وہ کہتے ہیں مگر کونسا قرآن! جو مرزا صاحب نے بنا دیا ہے؟ مَیں نے کہا مولوی صاحب ذرا ہوش سے بولیں۔ خدا پر حملہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ تو فرماتا ہے کہ میرے قرآن کی کوئی مثل نہیں لا سکتا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ قرآن مرزا صاحب نے بنا دیا ہے۔ کہنے لگے کہاں لکھا ہے؟ مَیں نے ساتویں پارے کی آیت پڑھی۔ کہتے ہیں مگر ہم تمہیں ایک ہی گُر بتاتے ہیں کہ ان بے ایمانوں کے ساتھ بات نہ کی جائے یعنی احمدیوں کے ساتھ بات نہ کی جائے۔ بلکہ نظر کے ساتھ نظر ملائی جائے تو بھی اس کا اثر ہوجاتا ہے۔ مَیں نے کہا مولوی صاحب! سچائی کا اثر ویسے ہی ہوا کرتا ہے۔ مولوی صاحب واپس ہوکر چلے گئے۔ میرا بھائی جو مخالف تھا وہ نیروبی میں چلا گیا۔ مَیں نے بیعت کرلی۔ والد صاحب اور بیوی کو بھی سمجھا لیا۔ گویا سب کو سمجھا لیا۔ بھائی کو نیروبی میں جا کر سمجھ آئی۔ وہ دس ماہ کے بعد واپس چلے آئے اور آتے ہی بیعت کرلی۔ اب خدا کے فضل سے ہمارے محلے میں سوڈیڑھ سو افراد احمدی ہیں۔ بھائی صاحب کی واپسی پر والد صاحب میر حامد شاہ صاحب اور بھائی صاحب قادیان گئے وہ جب واپس آئے تو ہم چار آدمی تبلیغ کرتے کرتے پیدل چل پڑے اور دستی بیعت کی۔

کئی سعید روحیں ہیں جو خوف کی وجہ سے چپ ہیں۔ آج بھی اگر یہ پاکستان میں اس قانون کو ہٹا دیں اور احمدیوں کو آزادی سے تبلیغ کرنے دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت میں داخل ہوجائیں گی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری بیوی، بڑا بھائی اور اس کی بیوی قادیان گئے۔ ہم نے ایک مکان کرائے پر لیا ہوا تھا۔ رات کو ہم اس مکان میں رہتے تھے۔ دن کو ہماری مستورات اور بچے حضرت صاحب کے مکان میں رہتے تھے اور ہم مہمان خانہ میں۔ میرے بھائی کی لڑکی کی آنکھیں بچپن سے ہی بیمار رہتی تھیں۔ چونکہ وہ لڑکی حضرت صاحب کے پاس رہتی تھی۔ حضرت صاحب نے اپنے ایک خادم کے ساتھ اس لڑکی کو بھیجا اور فرمایا کہ مولوی صاحب کو جا کر کہو کہ کچھ اس لڑکی کی آنکھوں میں دوائی ڈال دیں (حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ حضرت خلیفہ اول)۔ چنانچہ مولوی صاحب نے کچھ چیز ڈالی پھر عمر بھر اس لڑکی کی نظر خراب نہیں ہوئی۔

حضرت سید نذیر حسین شاہ صاحب آف گھٹیالیاں نے 1904ء میں بیعت کی تھی۔ یہ کہتے ہیں کہ جب حضرت اقدس سیالکوٹ تشریف لے گئے تو گھٹیالیاں میں چونکہ احمدیت کے متعلق ایک رَو پیدا ہوچکی تھی۔ اس لئے یہاں کے سترہ اٹھارہ آدمی گئے تھے اور قریباً سب نے بیعت کرلی تھی۔ بیعت کا واقعہ یوں ہے کہ جس روز حضرت اقدس نے سیالکوٹ جانا تھا ہم اس سے ایک روز پہلے گئے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب پانچ سات روز پہلے گئے ہوئے تھے۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب غالبًا ایک دن پہلے گئے تھے کیونکہ مَیں نے ان کو مسجد میں دیکھا تھا۔ ہم لوگ چوہدری محمد امین صاحب وکیل کے ڈیرہ پر اترے ہوئے تھے اور وہ سخت دہریہ تھا۔ مگر چونکہ ہمارے اس کے ساتھ تعلقات تھے، ہم اس کے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ وہ حضرت خلیفہ اوّل کے پاس اپنے اعتراضات لے کر گئے۔ جب واپس آئے تو چوہدری شاہ دین صاحب نے انہیں پوچھا کہ بتاؤ مولوی نورالدین صاحب سے مل آئے؟ (یہ دیکھیں کس طرح تبلیغ کیا کرتے تھے) انہوں نے کہا کہ مذہبی مناظرے کی شطرنج میں دوسرا چالا یہ شخص چلنے ہی نہیں دیتا۔ (حضرت خلیفۃ اوّلؓ کے بارہ میں کہا کہ جب مَیں کوئی بات کرتا ہوں یہ دوسری چال مجھے چلنے ہی نہیں دیتا۔ بالکل بند کردیتا ہے۔) نیز کہا کہ آج مجھے خدا پر ایمان ہوگیا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وجہ سے خدا پر ایمان ہوگیا تھا۔ چونکہ اسی روز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد آمد تھی۔ اس لئے عصر کے وقت ہی تمام شہر کے معززین اور مضافات کے لوگ جوق در جوق سٹیشن پر جانے لگے۔ ہم بھی پہنچ گئے۔ حضور کی گاڑی شام کے وقت سٹیشن پر پہنچی۔ اور جس ڈبے میں حضور تھے اسے کاٹ کر راجیکی سرائے کے پاس لے جایا گیا۔ حضور ایک فٹن پر سوار ہوئے۔ لوگ دورویہ قطاروں میں الگ کھڑے تھے اور پولیس گشت کر رہی تھی۔ حضرت صاحب کے ساتھ ایک شخص لیمپ لے کر کھڑا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرزا صاحب ہیں۔ بعد میں وہ شخص مجھے ملا اور چونکہ احمدی ہونے کی وجہ سے اس سے واقفیت ہوگئی، وہ حکیم عطا محمد صاحب تھے۔ کہتے ہیں کہ وہاں مولوی عبدالکریم صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ مَیں بالکل حضرت صاحب کے پاس کھڑا تھا اور حضور ہی کی طرف میری توجہ تھی۔ جمعہ کے بعد حضور کے لئے کرسی بچھائی گئی۔ حضور تشریف فرما ہوئے اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر کی۔ جس وقت حضور سورۃ فاتحہ پڑھ رہے تھے مَیں نے دل میں خیال کیا کہ یہ بالکل بھولی بھالی شکل کا انسان ہے۔ یہ تقریریں ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ان کی نہیں ہرگز ہوسکتیں۔ مگر جب حضور نے تقریر فرمائی تو میرا شک رفع ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ اس تقریر میں حضور نے فرمایا کہ لوگ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں کہ وہ ربّ العالمین ہے، مالکِ یوم الدین ہے، اور چاہتے ہیں کہ گمراہی کے ازالہ کا اللہ کوئی علاج کرے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے علاج کا سامان کیا ہے تو لوگ منکر ہو رہے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ ظالم ہے کہ ایک تو اُمّت گمراہ ہو رہی ہو اور دوسرے ان میں ایک دجال کو بھیج کر انہیں اور گمراہ کرے؟ یہ سوچتے نہیں۔ اس تقریب کا لوگوں پر اس قدر اثر ہوا کہ بے شمار مخلوق نے بیعت کی۔ مجھے چوہدری اللہ دتہ صاحب نے کہا کہ بیعت کرو کیا دیکھتے ہو؟ ان کی تحریک سے مَیں نے دستی بیعت کرلی۔ اس سے پہلے مَیں حضرت اقدس کی ہر مجمع میں تائید کیا کرتا تھا مگر ابھی تک بیعت نہیں کی تھی۔ ہاں ایک بات یاد آئی۔ جب حضرت صاحب فٹن پر سوار ہوئے تو ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا اس نے کہا یہ منہ جھوٹے کا نہیں۔ میرے منہ سے حضرت صاحب کو دیکھ کر بے اختیار یہ کلمہ نکلا کہ اس نے کبھی آسمان کو نہیں دیکھا ہوگا۔ حضرت صاحب کی نظر اس وقت بھی نیچی تھی۔ (نظریں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ اس کو دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اتنی نظریں نیچی رکھتے ہیں کبھی آسمان نہیں دیکھا ہوگا۔)

ایک دفعہ حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کی گئی کہ حضور! مکان کے نیچے خلقت بے شمار جمع ہے۔ حضور کو دیکھنا چاہتی ہے۔ حضور نے کھڑکی میں سے چہرہ مبارک باہر نکالا۔ مخلوق اس قدر ٹوٹی پڑی کہ قریب تھا کہ کئی لوگ دَب کر مر جائیں۔ اس پر حضور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ حضور چہرہ مبارک اندر کرلیں ورنہ کوئی حادثہ ہو جائے گا۔ چنانچہ حضور نے چہرہ اندر کرلیا۔

چوہدری حاکم دین صاحب میانوالی خانہ والی کی 1902ء کی بیعت ہے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ میرا بھائی احمدی تھا اور مولوی تھا۔ ہم حیران ہوتے تھے کہ اس کو کیا ہو گیا۔ پہلے موحّد بنا اب احمدی ہوگیا۔ ہمیں اس سے بڑی نفرت ہوگئی۔ وہ ہمیں سمجھاتا رہا۔ قلعہ صوبہ سنگھ سے مولوی فضل کریم صاحب بھی سمجھانے کے لئے آتے مگر ہمیں سمجھ نہیں آتی تھی۔ پھر ایک مناظرہ ہوا۔ احمدیوں کی طرف سے رحیم بخش عرضی نویس پتھو کے کا تھا اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی شاہ محمد آف قلعہ میاں سنگھ تھا۔ غیر احمدی مولوی صرف رفع الی اللہ ہی کو پیش کرتا تھا مگر احمدی قرآنِ کریم کی کئی آیتیں پڑھ کر استدلال کرتا تھا۔ اس وقت ہمیں سمجھ آئی کہ یہ لوگ بھی مسلمان ہیں۔ اس سے پہلے ہم احمدیوں کو عیسائیوں کی طرح سمجھتے تھے۔ وہاں ہی مَیں نے احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھی۔ راستے میں سوچا۔ پھر بھائی کے ساتھ قادیان گیا۔ (یہ مولویوں کا جھوٹا پروپیگنڈا ہے جیسا کہ مَیں نے کہا، ہمیشہ ہر وقت چلتا رہتا ہے۔

اب دیکھیں کہ انہوں نے تحقیق کا کیا ذریعہ ڈھونڈا۔ جستجو ہو، نیک فطرت ہو تو آدمی ہر ذریعہ تلاش کرتا ہے۔ انہوں نے یہ کیا۔ کہتے ہیں کہ مَیں تحقیق کرنے کے لئے) پہلے اُس شخص کے پاس گیا جو چُوڑھوں کا بادشاہ کہلاتا ہے (یعنی جو کام کرنے والے ہیں، خاکروب ہیں) وہ خود تو موجود نہ تھا اس کا بالکہ ملا جو بوڑھا ہو چکا تھا (یعنی اس کا نائب۔) اس سے مَیں نے پوچھا کہ مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی کے بارہ میں آپ کو کوئی واقفیت ہے؟ اس نے کہا کہ پہلے تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْر تھا۔ بڑی عبادت کیا کرتا تھا۔ مگر اب اسے غلطی لگ گئی ہے۔ پھر ایک اور فقیر سے پوچھا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ کہنے لگا نہیں۔ مَیں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا مجھ پر مرزا صاحب کے رشتہ داروں نے دعویٰ کیا تھا کہ جہاں یہ رہتا ہے یہ مکان اس کا نہیں ہے۔ مَیں نے مرزا صاحب کو ہی صفائی میں طلب کر لیا۔ مرزا صاحب نے عدالت میں کہہ دیا کہ یہ غریب فقیر ہے۔ مکان اس کے پاس ہی رہے تو کیا حرج ہے؟۔ اس پر مکان مجھے مل گیا۔ مرزا صاحب کے رشتے دار اُن پر بڑے خفا ہوئے۔ کہتے ہیں، اس پر مَیں نے اس فقیر سے کہا کہ پھر بھی تجھ پر مرزا صاحب کی سچائی نہیں کھلتی؟ کہنے لگا بات یہ ہے کہ یہ جو شرطیں لگاتا ہے ان پر چلنا مشکل ہے۔ (شرائط بیعت بڑی مشکل ہیں) کہتے ہیں کہ ان دونوں فقیروں کی باتوں سے مَیں نے اندازہ لگایا کہ جو شخص پہلے نورٌ علی نور تھا اب وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اس پر مَیں نے بیعت کر لی اور پھر کئی دفعہ حضور کی زندگی میں قادیان گیا اور سیالکوٹ لیکچر کے موقع پر بھی گیا۔

چوہدری عبداللہ خان صاحبؓ داتہ زید کا، ان کی بیعت 1902ء کی ہے یہ لکھتے ہیں کہ 1902ء میں یہاں گرمی کے موسم میں دو مولوی آئے۔ ایک فضل کریم صاحب مرحوم قلعہ صوبہ سنگھ کے، اور دوسرے عبدالحئی۔ مؤخر الذکر نے حضرت صاحب کے خلاف ایک کتاب بھی لکھی تھی۔ یہ کفر کی حالت میں ہی مرا ہے۔ مگر مولوی فضل کریم صاحب میرے ساتھ ایمان لائے تھے۔ یہ دونوں مولوی صاحب ایک رات میرے پاس ٹھہرے۔ مَیں نے حضرت صاحب کے متعلق ان سے دریافت کیا۔ پہلے مولوی فضل کریم صاحب بولے اور کہا کہ وہ کافر ہیں۔ مَیں نے کہا کہ تحقیقات کے بغیر کافر کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ پھر مولوی عبدالحئی صاحب بولے اچھا دوکاندار تو ضرور ہیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کہا کہ وہ دوکاندار تو ضرور ہیں)۔ مَیں نے کہا کہ اگر دوکاندار ہوتے تو وہ چیز پیش کرتے جسے ہر شخص خوشی سے لیتا ہے۔ ایسا مہنگا سودا پیش نہ کرتے جسے کوئی لیتا ہی نہیں ہے بلکہ الٹی مخالفت ہو رہی ہے۔ (ہر ایک کو اپنی اپنی دلیل سوجھتی ہے اور یہ بھی بڑی اچھی دلیل ہے۔) تو اس واقعہ کے بعد میرے دل میں بہت تحریک ہوئی اور مَیں تحقیقات کرتا رہا۔ جنوری یا فروری 1903ء میں مولوی فضل کریم صاحب یہاں تشریف لائے۔ مَیں نے ان کو علیحدگی میں حضرت صاحب کی بابت پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جس طرح وہابی لوگوں کو لوگ ناپسند کرتے تھے مگر وہ سچے نکلے۔ ایسے ہی گو آج کل مرزا صاحب کی مخالفت کی جا رہی ہے مگر آخر یہ سچے ہی نکلیں گے۔ اس پر مَیں نے کہا کہ پھر آپ بیعت کیوں نہیں کر لیتے۔ انہوں نے کہا کہ مخالفت بہت ہو گئی ہے۔ مَیں نے کہا مَیں زمیندار ہوں۔ اپنی روزی کما کر کھاتا ہوں اور آپ حکیم ہیں۔ اس لئے آج ہی ہمیں بیعت کا خط لکھنا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ جمعہ کا دن تھا مَیں نے یہاں اعلان کر دیا کہ مَیں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر لی ہے اور مولوی صاحب نے قلعہ میں اعلان کر دیا۔ پھر مخالفت ہوتی رہی۔

حضرت محمد شاہ صاحبؓ ابن عبداللہ شاہ صاحب آف لدھیانہ لکھتے ہیں کہ میرا پہلے یہ خیال تھا کہ جو سیّد ہیں ان کو کسی دوسرے کی بیعت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا مقام اس سے گرتا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ کچھ مدت تک اسی خیال میں پختہ رہا۔ لیکن جب بھی کسی مجلس میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر ہوتا۔ اگر تعریفی رنگ میں ہوتا تو دلچسپی سے سنتا اور جس مجلس میں مخالفت ہوتی اس مجلس میں بیٹھنا ناگوار گزرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قائل تھے لیکن جو سیّد کا ایک ٹائٹل لگا ہوا تھا، اس کی وجہ سے اَنا زیادہ بڑھ گئی تھی۔ کہتے ہیں اس مجلس میں نہ بیٹھتا، اٹھ کر چلا جاتا۔ آخر ایک روز کسی کے منہ سے بے پیر اور بے مرشد سن کر جو کہ کسی اور کو کہہ رہا تھا، خیال آیا کہ بے پیر اور بے مرشد تو ایک گالی ہے اور مَیں خود بھی بے پیر اور بے مرشد ہوں۔ (سید تو ہوں لیکن میرا کوئی پیر نہیں، اور مجھے کوئی پیر ماننے کو تیار نہیں ہے۔) کیا سید مستثنیٰ ہیں؟ (آج کل بھی بعض سیّدوں کا یہی حال ہے) خود ہی بعض گدی نشینوں کا خیال آ کر کہ بعض بڑے بڑے بزرگ گزرے ہیں اور سیّد تھے۔ انہوں نے بھی بعض غیر سیدّ بزرگوں کی بیعت کر کے فیض حاصل کیا تھا۔ تو بہر حال کہتے ہیں ہمیں بھی اپنی جگہ فکر رہنے لگا لیکن کم علمی اور جہالت کی وجہ سے کسی سے دریافت تو نہ کیا۔ لیکن ایک مقصد دل میں رکھ کر بعض اچھے آدمیوں سے اپنے مقصد کے پورا ہو جانے کے واسطے کچھ وِرد پوچھنے اور کرنے شروع کر دیئے۔ (دعائیں بھی شروع کیں، کچھ وِرد کرنے شروع کر دیئے۔) اور مقصد یہی تھا کہ مرشدِ کامل اور سید مل جاوے۔ چنانچہ کافی عرصے تک چلّوں اور وِردوں کی دھن لگی رہی اور کرتا رہا۔ قبرستانوں میں، دریاؤں میں، کنوؤں پر اور پہاڑوں میں، بزرگوں کے مزاروں پر، غرضیکہ راتوں کو بھی خفیہ جگہوں پر جا جا کر چالیس چالیس دن چلّے کئے۔ (یعنی کہ ایک شوق تھا، لگن تھی کہ بہر حال کسی پیر و مرشد کو مَیں نے تلاش کرنا ہے۔) کچھ نہ بنا۔ آخر ایک روز مایوس ہو کر لیٹ گیا اور سو گیا۔ نیند میں ایک بزرگ کو دیکھا اس نے تسلی دی کہ بیٹا تمہیں جو مرشد ملے گا وہ سب کا مرشد ہوگا۔ اس کے ہوتے ہوئے سب پیر اور مرشد مات ہو جائیں گے۔ یہ نظارہ دیکھ کر دل کو تسلی ہوگئی اور یقین ہو گیا کہ مرشدِ کامل انشاء اللہ مل جاوے گا۔ آخر شروع 1905ء میں ایک رات مَیں نے دیکھا کہ ایک وسیع میدان ہے جو کہ بالکل صاف اور پاکیزہ کیا گیا ہے جیسے ایک بہت بڑا جلسہ گاہ ہو۔ نہایت صاف اور اس میں ایک سٹیج اونچی اور بادشاہوں کے لائق جس کی تعریف میرے جیسے کم علم سے نہیں ہو سکتی، تیار ہے۔ مجھ کو یہ شخص کہہ رہا ہے کہ یہاں آج کل نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اجتماع ہے۔ اور رسولِ کریم یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آج اپنے پیارے بیٹے کو تخت پر بٹھانے آئیں گے۔ تو مَیں خوشی میں اچھلتا ہوا اور نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا اس میدان میں سٹیج کے عین قریب سب سے پہلے ہانپتا ہوا اور سانس پھولا ہوا پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ میدان کھچا کھچ نورانی شکل کے پاک لوگوں سے بھر گیا کہ معاً سب کی نظریں اوپر کی طرف کو دیکھنے لگیں۔ مَیں نے بھی اوپر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہوائی جہازوں کی طرح جھولے نہایت نفیس بنے ہوئے ہیں اور ان میں کسی میں ایک مرد ایک عورت یا دو عورتیں اور کسی میں فقط عورتیں یا فقط مرد آسمان سے نہایت آرام سے اترتے ہیں۔ مجھے خود بخود معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فلاں نبی ہے اور یہ فلاں نبی ہے اور بہت سی امہات المؤمنین بھی مثلاً مائی صاحبہ حوّا، مائی صاحبہ ہاجرہ، مریم اور بی بی فاطمہ وخدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن سب تشریف لے آئیں۔ اور جب سب نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام اور امہات المؤمنین آ کر اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے اور اسی طرح انتظار ہونے لگا کہ جیسے جمعہ کے روز قادیان شریف مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا انتظار لوگ کرتے ہیں۔ (اُس زمانے کی بات ہے) اور بعض دفعہ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہنے لگتے ہیں کہ باپ بیٹا آتے ہی ہوں گے۔ کافی دیر کے بعد ایک جھولا اترا جو کہ سب جھولوں سے زیادہ سجا ہوا تھا۔ اس میں جناب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اتر کر سٹیج پر جو دو کرسیاں ساتھ ساتھ پڑی تھیں تشریف فرما ہوئے۔ پہلے مجھ کو رسولِ کریم ﷺ نے پھر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے السلام علیکم کہا۔ اور پہلے افتتاحی تقریر رسولِ کریم ﷺ نے کی اور فرمایا کہ مَیں اپنے بیٹے کو آپ سب نبیوں کے سامنے جس کے متعلق پہلے سے آپ لوگوں کو خبریں دی جا چکی ہیں، تخت پر بٹھاتا ہوں۔ پھر حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقریر فرمائی۔ اس وقت مجھے سیّد کی حقیقت معلوم ہوئی اور حضرت صاحب کو دیکھا کہ وہ وہی لدھیانہ کے سٹیشن والے ہی مرزا صاحب تھے۔ دوسرے روز سب سے پہلے بیعت کا خط لکھ دیا۔ ہزاروں ہزار برکتیں نازل ہوں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور ان کی اولاد پر۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ راجیکی جنہوں نے 1897ء میں بیعت کی تھی اور 1899ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہوئی۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مَیں نے ایک عربی قصیدہ سنایا۔ مسجد مبارک میں مغرب کی نماز کے بعد چھت پر مَیں قصیدہ سنانے لگا۔ جب مَیں نے وہ شعر پڑھا جس میں مَیں نے اسلام کے علماء جو سلسلہ احمدیہ کے مخالف اور دشمن تھے، ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ کیا تم اپنی حماقت سے اپنے دجال کی تائید کرتے ہو؟ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے ذریعہ جو زندوں کا تو نہیں البتہ مردوں کا سردار ہے۔ حضرت صاحب نے جب یہ شعر سنا تو آپ نے اس شعر کو بہت ہی پسند فرمایا اور فرمایا کہ یہ شعر بہت ہی اچھا ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں آنحضرت ﷺ کے مقام کو اونچا کرنے کے بارے میں عجیب تڑپ تھی۔ کوئی بات سنتے تھے تو اس پر انتہائی پسندیدگی کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔) اور کہتے ہیں کہ کہا اس کو دوبارہ پڑھو اور بار بار سناؤ۔ چنانچہ خاکسار نے اس شعر کو پھر دہرا کر پڑھا۔ اس کے بعد یہ شعر مجھے اب تک یاد ہی رہتا ہے اور جب مَیں اسے پڑھتا ہوں تو وہ سماں اور منظر حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس کا میری آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ اور روح کو مسرت بھی ہوتی ہے اور اس پیارے مسیح کی فرقت کے باعث طبیعت ایک حزن وغم اور حسرت بھی محسوس کرتی ہے۔ سو یہ شعر بھی میرے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگاروں میں سے بطور ایک یادگار کے ہے۔

پھر حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب ابن مکرم شیخ بابو جمال الدین صاحب روایت کرتے ہیں کہ ”میرے والد صاحب نے 1898ء کے قریب حضرت اقدسؑ کی بیعت کی تھی۔ وہ دمیلی میں سٹیشن ماسٹر تھے۔ جہلم کے پاس ایک جگہ ہے۔ وہاں ایک شخص نے حضرت اقدسؑ کا ذکر کیا۔ انہوں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ قادیان جا کر اس شخص کو ضرور دیکھنا ہے۔ چنانچہ وہ رخصت لے کر گوجرانوالہ آئے اور یہاں سے قادیان گئے۔ بغیر کسی دلیل کے حضرت اقدسؑ کا چہرہ دیکھ کر ہی وہ ایمان لے آئے“۔

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں

حضرت میاں ابراہیم صاحبؓ ابن مکرم محمد بخش صاحب روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے سب سے پہلے حضرت اقدس کو اس وقت دیکھا جبکہ حضور جہلم تشریف لے جا رہے تھے، واپسی پر بھی دیکھا تھا۔ پھر لاہور 1904ء میں، پھر 1905ء میں قادیان گیا۔ قادیان جانے سے پہلے مجھے ایک خواب آئی تھی جس کا مفہوم یہ تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ والد صاحب گھر سے باہر گئے ہوئے ہیں اور گھر میں صرف مَیں اور میری چھوٹی ہمشیرہ ہیں۔ دیکھا کہ دو آدمی دروازے پر آئے، دستک دی اور آواز دی۔ مَیں نے باہر نکل کر دروازہ کھولا۔ وہ دونوں میری درخواست پر اندر تشریف لے آئے۔ مَیں نے دیکھا کہ ہمارے گھر کے صحن میں ایک دری اور تین کرسیاں بچھی ہوئی ہیں سامنے ایک میز بھی پڑی ہے۔ مَیں نے ان کو کرسیوں پر بٹھا دیا اور چھوٹی ہمشیرہ کو کہا کہ ان کے لئے چائے تیار کرو۔ وہ کوٹھے پر ایندھن لینے کے لئے گئی۔ (اس زمانے میں لکڑیاں اوپر رکھی ہوں گی) ابھی وہ سیڑھیوں پر ہی تھیں کہ ایک سیاہ رنگ کا اچھے قد و قامت کا سانڈ اندر آ گیا۔ (بڑا سارا بیل) اور ان آدمیوں کو دیکھ کر فوراً واپس ہو گیا۔ اور سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔ مَیں نے شور ڈال دیا کہ میری ہمشیرہ کو مار دے گا۔ شور سن کر پہلے سیاہ داڑھی والے مہمان اٹھنے لگتے ہیں مگر سرخ داڑھی والے نے کہا کہ چونکہ یہ کام آپ نے میرے سپرد کیا ہوا ہے اس لئے یہ میرا کام ہے۔ چنانچہ وہ گئے۔ مَیں بھی پیچھے ہو لیا۔ ہمشیرہ دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ اور اسے کچھ خراش لگی ہیں۔ مگر زخم نہیں لگا۔ ہم اوپر چلے گئے۔ سانڈھ ہماری مغربی دیوار پر انجن کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ اور دیوار پر آگے پیچھے چلنے لگا۔ کہتے ہیں جب دیوار کے آخری کونے پر پہنچا تو اس پر مہمان نے سوٹا مارا اور پیچھے کی طرف گر کر چُور چُور ہو گیا۔ ہم واپس آ گئے اور وہ مہمان پھر کرسی پر بیٹھ گئے اور چائے پی۔ مجھے بھی انہوں نے پلائی۔ چائے پینے کے بعد کچھ دیر وہ بیٹھے رہے۔ باتیں کرتے رہے پھر کہنے لگے، برخوردار! ہمیں دیر ہو گئی ہے۔ اجازت دو تا کہ ہم جائیں۔ مَیں نے عرض کیا کہ آپ مجھے بتائیں تو سہی کہ آپ کون ہیں تا مَیں اپنے والد صاحب کو بتا سکوں۔ میری اس عرض پر وہ دونوں خفیف سے مسکرائے۔ کالی داڑھی والے نے کہا کہ میرا نام محمدؐ ہے اور ان کا نام احمدؑ ہے۔ مَیں نے یہ سن کر نبی کریم ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کیا کہ پھر مجھے کچھ بتائیں۔ انہوں نے عربی زبان میں ایک کلمہ کہا جو مجھے یاد نہیں مگر اس کا مفہوم جو اُس وقت میرے ذہن میں تھا وہ یہ تھا کہ تیری زندگی کے تھوڑے دن بہت آرام سے گزریں گے۔ پھر مَیں نے مصافحہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنے باپ کو میرا السلام علیکم کہہ دینا۔ وہ باہر نکل گئے۔ مَیں نے ان کو رخصت کیا۔ ان کے جانے کے بعد خواب میں ہی میرے والد صاحب آ گئے۔ مَیں نے سارا واقعہ سنایا۔ وہ فوراً باہر گئے۔ اتنے میں میری نیند کھل گئی جس کا باعث یہ ہوا کہ میرے باپ نے مجھے آواز دی کہ اٹھ کر نماز پڑھو۔ کہتے ہیں، مَیں نے اپنے والد صاحب کو یہ خواب سنائی۔ اس دن جمعہ تھا۔ جمعہ کے وقت مَیں نے منشی احمد دین صاحب اپیل نویس کو یہ خواب سنائی انہوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں خود لکھ کر یا مجھ سے لکھوا کر بھیج دی اور چند روز بعد کہا کہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ جلسے پر اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ۔ اُن کی عمر

چھوٹی تھی جب اللہ تعالیٰ نے خواب دکھائی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ۔ چنانچہ جلسے پر مَیں گیا۔ جب ہم مسجد مبارک میں گئے تو دو تین بزرگ بیٹھے تھے۔ ہم نے ان سے مصافحہ کیا، اتنے میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ تشریف لے آئے۔ ہم کھڑے ہو گئے۔ مصافحہ کیا۔ پھر حضور بیٹھ گئے۔ منشی احمد دین صاحب نے عرض کی کہ حضور! یہ وہ لڑکا ہے جسے خواب آئی تھی۔ حضور نے مجھے گود میں بٹھالیا اور فرمایا کہ وہ خواب سناؤ۔ چنانچہ مَیں نے وہ خواب سنائی۔ پھر اندر سے کھانا آیا۔ حضور نے کھایا اور دوستوں نے بھی کھایا۔ اور جب حضرت اقدس کھانا کھا چکے تو تبرک ہمارے درمیان تقسیم کر دیا۔ ہم نے وہاں بیٹھے ہی کھایا۔ میرے والد صاحب نے عرض کی کہ مجھے کوئی تبرک عنایت فرما دیں''۔

اللہ تعالیٰ اس طرح بھی بچوں کو خوابیں دکھاتا ہے۔ اس زمانہ میں بھی بعض چھوٹی عمر کے بچے خوابیں دیکھتے ہیں۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ ابن مکرم شیخ بابو جمال الدین صاحب روایت کرتے ہیں کہ ''مَیں جب دسویں کلاس میں پڑھتا تھا تو حضرت اقدسؑ کے مکان کے اردگرد ہمارا پہرہ ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ ہم پہرہ دے ہی رہے تھے کہ ہم نے حضرت اقدسؑ کی وفات کی خبر سنی۔ حضورؑ کے زمانہ میں جب ہم پہرہ دیتے تھے تو ہمارے ہاتھوں میں لاٹھیاں ہوا کرتی تھیں''۔

میاں فیروز دین صاحبؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ جو نانبائی ہے یہ روٹیاں چُرا لیتا ہے۔ حضورؑ خاموش رہے۔ دوسرے دن پھر عرض کیا۔ حضورؑ خاموش رہے۔ تیسرے دن پھر عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: میر صاحب یہ تو ایک روٹی کے لئے دو دفعہ دوزخ میں جاتا ہے۔ ایک دفعہ نکالنے کے لئے اور ایک دفعہ لگانے کے لئے، اس سے بڑھ کر مَیں اس کو کیا سزا دوں گا؟ اگر کوئی اور اس سے اچھا آپ کو ملتا ہے تو آپ لے آئیں۔

بہرحال یہ چند واقعات ہیں جو مَیں نے اُس میں سے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے بھی ہر ایک کو ایمان اور ایقان میں بڑھائے اور یہ لوگ جن کی روایات ہیں یقیناً ان کی نسلیں بھی یہ واقعات سن رہی ہوں گی۔ ہوسکتا ہے کچھ یہاں موجود بھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص و وفا میں بھی برکت ڈالے۔ اور ان میں سے ہر ایک کو اخلاص اور وفا میں بڑھاتا چلا جائے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث ہم بھی اور ہماری آئندہ آنے والی نسلیں بھی بنتی چلی جائیں۔ اور جلد سے جلد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے جو غلبہ اسلام کی مہم ہے اس کو بڑی شان سے کامیاب اور پورا ہوتے ہوئے دیکھیں۔

(خطاب کے آخر پر حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی۔ یہ روایات رجسٹر روایات (قلمی) نمبر 6 اور 10 سے لی گئی ہیں)۔

بقیہ: حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے
از صفحہ نمبر 2

اسی طرح اگر یہ سوال بُدھ کے متعلق کیا جاتا کہ انہوں نے کیا کیا؟ اور ان کے زمانہ کے لوگ یہ جواب دیتے کہ بدھ نے کہا ہے کہ اپنی ساری خواہشات کو مٹا ڈالو۔ تو سب لوگ اس بات کو سن کر ہنس دیتے۔ اور کہہ اٹھتے یہ بھی کوئی کام ہے اور کوئی عقلمند کس طرح یہ تعلیم دے سکتا ہے؟ مگر اس تعلیم نے ایک عرصہ کے بعد ایسا تغیر پیدا کیا کہ ہندوؤں کی عیاشیاں مٹا ڈالیں اور ان کو تباہی سے بچالیا۔ جب حضرت بدھ پیدا ہوئے۔ اس وقت وام مارگیوں کا بڑا زور تھا۔ جن کا مذہب یہ ہے کہ ماں بہن سے زنا کرنا بڑا ثواب کا کام ہے یہ لوگ اب بھی موجود ہیں اور ان میں سے بعض ان افعال کے مرتکب ہوتے ہیں اور اسے عیب نہیں سمجھتے۔ ان میں سے بعض تارک الدنیا لوگ غلاظت بھی کھاتے ہیں ان کو ماتنگی یعنی ماں کو ننگ بنانے والے بھی کہا جاتا ہے۔ اس وقت جب کہ ان لوگوں کا بڑا زور تھا حضرت بدھ نے خواہشات کو مٹانے کی تعلیم دی۔ اس وقت تو اس تعلیم کی کوئی ایسی قدر نہ کی گئی۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اس تعلیم نے لوگوں کی حالت بدل دی۔ اور اب صرف چند لاکھ ہی ایسے لوگ ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت بدھ کے وقت ہندوستان میں ان کو غلبہ حاصل تھا۔

اسی طرح اگر یہ سوال حضرت کرشن پر ان کے زمانہ میں کیا جاتا کہ انہوں نے آ کر کیا کیا۔ یا حضرت رامچندر کے متعلق کہا جاتا کہ انہوں نے کیا کیا۔ تو کیا جواب دیتے؟ یا حضرت اسمٰعیلؑ حضرت اسحٰقؑ، حضرت زکریاؑ کے زمانہ کے متعلق کیا جائے تو مسلمان کیا جواب دیں۔ یا حضرت یوسفؑ کے متعلق پوچھا جائے کہ انہوں نے اپنے زمانہ میں کیا کیا؟ تو کیا بتائیں۔ کیا یہ کہ انہوں نے بادشاہ کے خزانوں کی دیانتداری سے حفاظت کی۔ مگر یہ کیا کام ہے۔ اس قسم کے دیانتدار تو کئی وڈ ۞، یا فاکس ۞ نام کے انگریز بھی مل جائیں گے۔ اسی طرح یرمیاہ نبی کے متعلق اگر کوئی یہی سوال کرے تو کیا جواب دیا جائے گا۔ کیا یہ کہ وہ اپنے زمانہ میں روتے پیٹتے رہے کہ لوگ بیدار کیوں نہیں ہوتے۔ بعض انبیاء کے متعلق تو اس قسم کے جواب مل جائیں گے مگر بعض کے متعلق ایسے بھی نہ ملیں گے۔ مگر کون کہہ سکتا ہے کہ ان کی تعلیموں نے دنیا میں تغیر نہیں پیدا کیا اور بڑے بڑے عظیم الشان نتائج نہیں نکلے۔ بات یہ ہے کہ نبی کی زندگی میں ان تغیرات کا جو آئندہ ہونے والے ہوتے ہیں صرف بیج نظر آتا ہے جس میں سے بعد میں عظیم الشان درخت پیدا ہو جاتا ہے۔ درخت ان کی زندگیوں میں نہیں دکھایا جاسکتا۔ جو کچھ دکھایا جا سکتا ہے وہ بیج ہوتا ہے اسے دکھا کر کہا جاسکتا ہے کہ اس سے درخت بن جائے گا۔

غرض تمام انبیاء کی زندگیوں پر غور کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انبیاء نہایت باریک روحانی اثر دنیا میں چھوڑتے ہیں جو مادی طور پر نہیں دیکھا جاسکتا۔ ہاں عقلی طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ نبی نے ایسی چیز چھوڑی ہے جو عظیم الشان نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔

دراصل انبیاء کی مثال اس بارش کی سی ہوتی ہے جو ایک عرصہ تک رُکی رہنے کے بعد برستی ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ پاؤں پھوٹنے لگ جاتے ہیں، درخت سُوکھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب بارش ہوتی ہے تو خودبخود ہاتھوں میں نرمی آجاتی ہے۔ سبزہ پیدا ہو جاتا ہے اور کئی قسم کی کیفیات ظاہر ہونے لگ جاتی ہیں۔

پس یہ سوال کہ فلاں نبی نے ابتدائی زمانہ میں کیا کیا، نہایت باریک ہوتا ہے اور مومن کا کام ہے کہ نہایت احتیاط سے اس پر غور کرے۔ اگر کوئی شخص ایک نبی کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ اس کی ابتدائی زندگی میں اسے کوئی مادّی کام نظر نہیں آتا اور بہت بڑی کامیابی اور تغیر دکھائی نہیں دیتا تو اسے سب نبیوں کو چھوڑنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر اس کا یہ معیار درست ہے تو پچھلے انبیاء کو بھی اس پر پرکھنا چاہئے اور ان کو بھی چھوڑ دینا چاہئے۔ مگر مسلمان چونکہ انبیاء کی صداقت کے قائل ہیں اس لئے انہیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ انبیاء کے متعلق غور کرتے وقت نہایت باریک امور کو دیکھنا چاہئے۔

اس تمہید کے بعد بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے متعلق قرآن اور حدیث میں جو کچھ کام بتایا گیا ہے وہ کوئی مسلمان لے لے اور جو انجیل میں بتایا گیا ہے وہ عیسائی لے لے۔ مَیں دعویٰ کرتا ہوں کہ جو کام ان کا بتایا جائے گا اس ایک ایک کام کے مقابلہ میں سو سو کام اس شان اور عظمت کا مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیش کر دوں گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت مسیحؑ مردے زندہ کرتے تھے تو مَیں کہوں گا قرآن سے بتاؤ کہ وہ کیسے مردے زندہ کرتے تھے۔ پھر جیسے ثابت ہوں ویسے ایک کے مقابلہ میں سَو مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندہ کئے ہوئے بتا دوں گا۔ مگر مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ مردے زندہ کرنا کام نہیں۔ اسے اگر ہم ظاہری معنوں میں لیں تو وہ معجزہ کہلائے گا۔ اسی طرح بیماروں کو اچھا کرنا بھی کام نہیں ہے اور یہ تو طبیب بھی کرتے ہیں۔ ہاں معجزات کے نتائج کام کہلا سکتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ ان معجزوں کے ذریعہ انہوں نے لوگوں میں پاکیزگی پیدا کی۔ مگر جو کوئی اس قسم کے یہ نشان بھی ثابت کرے مَیں اس ایک کے مقابلہ میں سَو سَو انشاء اللہ پیش کردوں گا۔ ان کے علاوہ قرآن اور حدیث سے مسلمان یا انجیل سے عیسائی جو کام ثابت کریں ان کے مقابلہ میں سَو سَو میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دکھا دوں گا۔

اب مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کام بیان کرنا شروع کرتا ہوں۔ لیکن یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ نبی کے جو روحانی کام ہوتے ہیں اور حقیقی کام وہی ہوتے ہیں اور وہی اہم ہوتے ہیں ان کے متعلق مَیں کچھ نہیں بیان کروں گا۔ کیونکہ مَیں اگر روحانی کام پیش کروں تو ایک غیر احمدی کہہ سکتا ہے کہ یہ آپ کا دعویٰ ہے اسے کس طرح مان لیا جائے۔ مثلاً نبی کا اصلی اور حقیقی کام یہ ہے کہ انسانوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر دے۔ اب اگر مَیں یہ کہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے ماننے والوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر دیا تو ایک غیر احمدی کہے گا یہ آپ کا دعویٰ ہے۔ اسے حضرت مرزا صاحب کو نہ ماننے والا کس طرح تسلیم کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے میں ایسی باتوں کو چھوڑتا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے موٹے موٹے کام بیان کرتا ہوں جو دوسروں کے لئے بھی قابل تسلیم ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پہلا کام

پہلا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہے کہ جس میں تمام نبی شریک ہیں کہ نبی خدا تعالیٰ کا ثبوت اس کی کامل صفات سے دیا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ دنیا سے مخفی ہوتا ہے اور انبیاء اس کا ثبوت اس کی کامل صفات سے دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس زمانہ میں مبعوث ہوئے اس وقت بھی خدا تعالیٰ دنیا کی نظروں سے مخفی ہو چکا تھا۔ اور ایسا مخفی ہو چکا تھا کہ حقیقی تعلق لوگوں کا اس سے بالکل نہ رہا تھا۔ خالق اور مالک کی حقیقت کا کوئی ثبوت نہ تھا بلکہ یہ صرف کتابوں میں لکھا رہ گیا تھا کہ خدا ہر ایک چیز کا خالق اور مالک ہے۔ جب مسلمانوں سے پوچھا جاتا کہ خدا کے خالق ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ تو وہ کہتے قرآن میں لکھا ہے، یا کہتے کیا تم نہیں مانتے کہ خدا خالق ہے۔ اور اگر وہ خالق نہیں تو پھر اور کون ہے؟ ایسے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے ذکر کو جو حقیقت میں مٹ گیا تھا اس کی کامل صفات کے ذریعہ قائم کیا اور نشانات کے ذریعہ اس کی صفات کو ثابت کیا۔ میں نے ابھی بتایا تھا کہ نشان اپنی ذات میں کام نہیں ہوتا، ہاں نشان کا نتیجہ کام ہوتا ہے۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات پیش نہیں کر رہا بلکہ یہ بتا رہا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب نے نشان دکھا کر خدا تعالیٰ کو کامل صفات کے ساتھ دنیا پر ظاہر کیا۔ مثلاً حضرت صاحب کا ایک الہام ہے جو ابتدائی زمانہ کا ہے کہ:۔

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔'' (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 665 حاشیہ در حاشیہ نمبر 4)

یہ الہام حضرت مرزا صاحب نے اس وقت شائع کیا جب کہ آپ کو یہاں کے لوگ بھی نہ جانتے تھے۔ میرے زمانہ میں ہمارے ایک رشتہ دار نے جو قریب کے گاؤں کے رہنے والے ہیں بیعت کی اور بتایا کہ مَیں یہاں آیا کرتا تھا۔ آپ کے گھر بھی آیا کرتا تھا لیکن حضرت مرزا صاحب کو نہ جانتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب کے والد کو جانتا تھا۔ تو حضرت صاحب ایسے گمنام انسان تھے کہ رشتہ دار بھی آپ کو نہ جانتے تھے۔ قادیان کے لوگ آپ کے واقف نہ تھے۔ ایسے زمانہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔''

۞ JohnWood (1811ء-1871ء) ایسٹ انڈیا کمپنی کی بحریات کا رُکن۔ برنز (Burns) کا اسسٹنٹ، افغانستان کے سفر میں وادیِ کابل کے متعلق رپورٹ تیار کی اور دریائے جیحوں کا سرچشمہ دریافت کیا۔ سندھ میں وفات پائی۔

(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد 2 صفحہ 1795ء مطبوعہ 1988ء لاہور)

۞ Fox Charles James: (1749ء-1806ء) انگریز سیاستدان، مدبّر اور فصیح البیان مقرر جسے ہندوستان کے لوگوں سے بہت ہمدردی تھی۔ چنانچہ اس نے 1773ء میں پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا جسے Fox India Bill کہتے ہیں اس بل کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان کی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی سے چھین کر سات ارکان کی ایک کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

انقلابی جنگ میں اس نے برطانوی پارلیمنٹ میں امریکی نو آبادیات کی حمایت کی۔ یہ بڑا ہی ملنسار اور ہمدرد آدمی تھا۔ 1802ء میں اسے خارجہ امور کا سیکرٹری بنایا گیا۔

(پاپولر تاریخ انگلستان صفحہ 239، 240 مطبوعہ لاہور 1940ء + اردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد 2 صفحہ 1054 مطبوعہ لاہور 1988ء)

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ
6214750
6214760
اقصیٰ روڈ
6212515
6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

دیکھواس میں کیسی عظیم الشان خبر دی گئی ہے۔کیا کوئی انسان کسی انسانی تدبیر سے ایسی خبر دے سکتا ہے۔ یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماموریت سے پہلے ہوا۔جس میں ایک تو یہ پیشگوئی تھی کہ آپ زندہ رہیں گے اور ماموریت کا دعویٰ کریں گے۔

دوسری پیشگوئی یہ تھی کہ جب آپ دعویٰ کریں گے تو دنیا آپ کو ردّ کر دے گی۔

تیسری پیشگوئی یہ تھی کہ دنیا کوئی معمولی مخالفت نہ کرے گی بلکہ آپ پر ہر قسم کے حملے کئے جائیں گے۔

چوتھی پیشگوئی یہ تھی کہ خدا کی طرف سے وہ حملے ردّ کئے جائیں گے اور دنیا پر عذاب نازل ہوں گے۔

پانچویں پیشگوئی یہ تھی کہ آپ کی صداقت آخر ظاہر ہو جائے گی۔

یہ کوئی معمولی باتیں نہیں جو قبل از وقت اور اُس وقت جب کہ ظاہری حالات بالکل خلاف تھے، بتلائی گئی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحت شروع سے ہی اتنی کمزور تھی کہ بعض دفعہ بیماری کے حملوں کے وقت اردگرد بیٹھنے والوں نے سمجھا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔مگر باوجود اس کے آپ کہتے ہیں وہ زمانہ آنے والا ہے جب ماموریت کا دعویٰ کیا جائے گا۔ دوسرے یہ کہ لوگ مخالفت کریں گے۔ یہ بات بھی ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی۔ گوجرانوالہ کے ضلع کا ایک شخص جس نے ماموریت کا دعویٰ کیا اس کے کئی خط میرے پاس آتے رہے کہ آپ اگر مجھے سچا نہیں سمجھتے تو میرے خلاف کیوں نہیں لکھتے۔اور ''الفضل'' کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ بھی کچھ نہیں لکھتا۔موافق نہیں تو خلاف ہی لکھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ مخالفت بھی خدا ہی کی طرف سے کرائی جاتی ہے کیونکہ یہ بھی اشاعت کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ایسا ہی چکڑالویوں کے رسالہ پر کئی دفعہ اس کے ایڈیٹر کی طرف سے لکھا ہوا ملا کہ میرا جواب کیوں نہیں دیا جاتا۔

غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پانچ سات مدعی کھڑے ہوئے مثلاً ظہیر الدین، عبداللطیف، مولوی محمد یار، عبداللہ تیماپوری، نبی بخش۔ یہ تو اشتہاری نبی ہیں ان کے علاوہ چھوٹے موٹے اور بھی ہیں مگر ان کی مخالفت بھی نہیں ہوئی اور ان کو یہ بات بھی میسر نہ آئی۔ان مدعیوں نے کھڑے ہو کر دکھا دیا کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ چونکہ مرزا صاحب کی لوگوں نے مخالفت کی اس لئے وہ سچے نہیں، وہ غلطی پر ہیں۔ جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو تو مخالفت بھی نصیب نہیں ہوتی۔

پھر مخالفتیں زبانی حد تک بھی محدود رہتی ہیں۔مگر حضرت مرزا صاحب کے متعلق خدا تعالیٰ نے تیسری پیشگوئی یہ فرمائی کہ معمولی مخالفت نہ ہوگی۔ بلکہ ایسی ہوگی جس کو ردّ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ زور آور حملے کرے گا۔ یعنی ایک تو سخت حملے ہوں گے دوسرے کئی اقسام کے ہوں گے اور کئی جماعتوں کی طرف سے ہونگے۔اس سے معلوم ہوا کہ دشمن بھی سخت حملے کریں گے اور کئی اقسام کے حملے کریں گے۔جن کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کو بھی اس قسم کا جواب دینا پڑے گا۔ چنانچہ مخالفین نے آپ پر قسم قسم کے حملے کئے اور یہ حملے اس حد تک پہنچ گئے کہ ایک طرف گورنمنٹ آپ کو گرفتار کرنے کے لئے تُلی بیٹھی تھی دوسری طرف پیر، گدی نشین اور مولوی آپ کی مخالفت پر آمادہ اور آپ کی جان کے درپے تھے۔ عام مسلمانوں نے بھی کوئی کمی نہ کی اور آپ کے خلاف منصوبوں پر منصوبے کئے۔ ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں اور باقی سب قوموں نے بھی ناخنوں تک زور لگایا کہ آپ کو تباہ کر دیں۔ آپ کو قتل کرنے کی کوششیں کی گئیں، آپ پر اتہام لگائے گئے، آپ کی عزت وآبرو، آپ کی دیانت اور امانت، آپ کے تقویٰ وطہارت پر حملے کئے گئے مگر سب ناکام رہے اور آپ کی عزت بڑھتی گئی۔ چوتھی پیشگوئی یہ تھی کہ ان حملوں کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے حملے ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔جس نے جس رنگ میں آپ پر حملہ کیا تھا اسی رنگ میں وہ پکڑا گیا۔ پانچویں پیشگوئی جو آخری بات تھی کہ خدا تعالیٰ آپ کی صداقت ظاہر کر دے گا۔اس کے ثبوت میں یہ جلسہ موجود ہے۔ اس وقت تمام دنیا میں آپ کے ماننے والے موجود ہیں۔ امریکہ میں موجود ہیں۔ یورپ میں موجود ہیں۔ افریقہ میں موجود ہیں۔ ایشیا کے ہر علاقہ میں موجود ہیں۔کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھوں اتنے امریکہ کے باشندے مسلمان نہیں ہوئے جتنے احمدیوں کی قلیل ترین جماعت کی کوششوں سے ہوئے ہیں۔اس وقت ایک ایسے امریکن مسلمان کے مقابلہ میں سو احمدی امریکن ہیں۔اسی طرح ہالینڈ میں جہاں دوسرے مسلمانوں کا بنایا ہوا ایک بھی مسلمان نہیں، احمدی مسلمان موجود ہیں۔ اور کئی ایسے ممالک ہیں جہاں احمدی باشندوں کی تعداد اس ملک کے مسلمانوں سے زیادہ ہے یہ کتنا بڑا نشان ہے اور زور آور حملوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ظاہر ہونے کا کتنا بڑا ثبوت ہے۔

ہندوستان میں ہی دیکھ لو۔ دوسروں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی کیسی کمزور حالت ہے مگر کتنی ترقی کر رہی ہے۔کسی نے کہا ہے سوامی دیانند اور حسن بن صباح کے ماننے والوں نے بھی ترقی کی تھی۔انہوں نے ترقی کی ہوگی مگر سوال یہ ہے کہ کیا کمزوری کی حالت میں انہوں نے دعویٰ بھی کیا تھا کہ ایسی ترقی ہوگی اور اس ترقی کے دعویٰ کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے شائع بھی کیا تھا۔ اتفاقی طور پر ترقی ہو جانا اور بات ہے اور دعویٰ کے بعد ترقی ہونا اور بات ہے۔لارڈ ریڈنگ ۞ جو وائسرائے ہندرہ چکے ہیں، پہلے مزدور تھے جو ترقی کرتے کرتے اس حد تک پہنچ گئے۔مگر یہ اتفاقی باتیں ہوتی ہیں۔**صداقت کی علامت وہ ترقی ہوتی ہے جس کا پہلے سے دعویٰ کیا جائے اور پھر وہ دعویٰ پورا ہو جائے۔**

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اور الہام ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

''مَیں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔''

(تذکرہ صفحہ 312۔ ایڈیشن چہارم)

اب دیکھ لو کہ دنیا میں کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں اصل باشندوں میں سے دوسرے فرقوں کے مسلمان نہیں مگر احمدی ہیں۔اس سے بڑھ کر دنیا کے کناروں تک آپ کی تبلیغ کے پہنچنے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

اسی طرح آپ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ میری مخالفت مٹتی جائے گی اور قبولیت پھیلتی جائے گی۔ جب آپ نے اپنا دعویٰ دنیا کے سامنے پیش کیا تو خطرناک طور پر آپ کی مخالفت ہوئی مگر اس وقت آپ نے فرمایا:۔

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

اس وقت سوائے دجّال کے آپ کا کوئی نام نہ رکھا جاتا تھا۔لیکن آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کا کام اتنا تو نمایاں ہو چکا ہے کہ جو لوگ ابھی آپ کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے ان کا بھی بہت بڑا حصہ کہتا ہے کہ آپ کو دجّال نہیں کہنا چاہئے آپ نے بھی اچھا کام کیا ہے۔

اسی طرح قادیان کی ترقی بھی بہت بڑا نشان ہے آخری جلسہ میں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہوا، اس میں سات سو آدمی کھانا کھانے والے تھے۔اس موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سیر کے لئے نکلے تو اس لئے واپس چلے گئے کہ لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے گرد اڑتی ہے۔ اب دیکھو اگر سات ہزار بھی جلسہ پر آئیں تو شور پڑ جائے کہ کیا ہو گیا ہے کیوں اتنے تھوڑے لوگ آئے ہیں۔ ہر سال آنے والوں میں زیادتی ہوتی ہے۔پچھلے سال کی ستائیں تاریخ کی حاضری کی نسبت اس سال کی حاضری میں نو سَو کی زیادتی ہے۔ گویا جتنے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آخری جلسہ پر آئے تھے اس سے بہت زیادہ آدمیوں کی زیادتی ہر سال کے جلسہ کی حاضری میں ہو جاتی ہے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہزاروں پیشگوئیاں ہیں جو کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ میں جلسہ کے موقع پر ہی ایک کتاب دیکھ رہا تھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ ''سراج منیر'' ایک کتاب ہم شائع کریں گے مگر اس کی اشاعت میں تعویق ہو گئی ہے کیونکہ اس کے لئے سو روپیہ کی ضرورت ہے۔ گویا وہ کتاب جو ایک سو روپیہ کے لئے اس وقت رکی رہی۔ مگر اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں بلکہ آپ کے خلیفہ نے کہا تو دولاکھ بیاسی ہزار کے وعدے ہو گئے۔ ۞

غرض خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اس طرح اپنی صفات کے ثبوت دیئے ہیں جس طرح کہ وہ پہلے نبیوں کے ذریعہ سے دیتا چلا آیا ہے۔مَیں نے اپنی کتاب ''احمدیت'' میں کسی قدر تفصیل سے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور رہا ہے۔مگر اس کتاب میں بھی پوری تفصیل سے نہیں لکھ سکا۔ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو کسی وقت خدا تعالیٰ کی ساری صفات کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ظاہر ہوئیں، ایک کتاب لکھوں گا اور بتاؤں گا کہ آپ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی تمام صفات ثابت ہوئی ہیں اور یہی نبی کا کام ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

کمال خوبیٔ قسمت لئے جبینوں پر
مرے شہید اٹھے زخم کھا کے سینوں پر
بہار ترسے گی ابرِ رواں کے سایوں کو
برس گئے ہیں جو ترسی ہوئی زمینوں پر
ہزار عمرِ خضر ، اک طرف شہید ترے
ہزار موتی فدا ، پل کے آبگینوں پر
فلک کو چھونے لگا ہے کسی کا دستِ دعا
اب آسمان اترنے کو ہے زمینوں پر
مرے مکان پہ پہرے ہیں دشمنوں کے بہت
اترنے والی ہے رحمت مرے مکینوں پر
بجھا رہے ہیں جنہیں اپنے زُعم میں ظالم
چراغ جلتے ہیں عرشِ خدا کے زینوں پر
ہر ایک بادشہِ وقت کو خبر دے دو
فقیر دیکھ رہا ہوں مَیں شہ نشینوں پر

(مظفر منصورؔ)

۞(لارڈ ریڈنگ (1860ء۔1935ء)
انگریز سیاستدان ووکیل۔ 1910ء میں اٹارنی جنرل مقرر ہوا۔ 1913ء سے 1921ء تک انگلستان کا لارڈ چیف جسٹس اور 1921ء سے 1926ء تک ہندوستان کا وائسرائے رہا۔ لارڈ ریڈنگ سخت گیر وائسرائے ثابت ہوا۔ اگرچہ اس نے وقتی طور پر سیاسی شورش کو دبا دیا مگر اس سے حکومت کو کوئی مستقل اطمینان نصیب نہ ہوا۔
(اردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد1 صفحہ 694 مطبوعہ لاہور 1987ء)

۞(حضور کا یہ اشارہ ریزرو فنڈ کے متعلق تھا جس کی تحریک پر احباب نے جو وعدے لکھائے ان کی مجموعی رقم دولاکھ بیاسی ہزار ہوگئی تھی۔)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

بذریعہ e-mail بھی رابطہ کیا جاسکتا ہے:-

mahmud@tiscali.co.uk
mahmud.a.malik@gmail.com

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا ایڈریس یہ ہے:

http://www.alislam.org/alfazal/d/

خلفائے کرام سے متعلق ذاتی مشاہدات

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ کے مختلف شماروں میں ''رنگ بہار'' کے عنوان سے تین مضامین شائع ہوئے ہیں جن میں خلفائے کرام سے متعلق ذاتی مشاہدات بیان کئے گئے ہیں۔

پہلا مضمون جولائی 2008ء کے شمارہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب کا ہے جس میں آپ اپنے ذاتی مشاہدات کا اظہار یوں کرتے ہیں:

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ:

تمام مصروفیات کے باوجود حضورؓ اپنے عزیزوں اور قرابت داروں سے محبت اور احسان کا سلوک خوش دلی اور بشاشت سے فرماتے تھے۔ جب پارٹیشن ہوئی تو ہم سب قادیان سے لٹے پٹے آئے۔ اکثر کی کوئی آمد کی سبیل نہیں تھی اور حضورؓ کے زیرِ سایہ سارا خاندان رتن باغ میں آکر ٹھہرا۔ شروع میں آپؓ نے ہی سارے خاندان کا بوجھ اٹھایا خوراک کا، رہائش کا۔ ہم پانی بجلی سب استعمال کرتے تھے۔ یہ تمام اخراجات حضورؓ اپنی گرہ سے کرتے۔ حالانکہ جس طرح حضورؓ کے دوسرے رشتہ داروں کے نقصانات ہوئے تھے اور اُن کی آمد کم ہوگئی تھی اس طرح حضورؓ کو بھی مالی نقصان ہوئے تھے۔ لیکن کئی مہینے حضور نے سارے خاندان کا بوجھ اٹھایا۔ میری والدہ بیان کرتی ہیں کہ تین چار مہینے اس طرح گزر گئے کہ حضرت صاحب کی طرف سے ہی کھانا آتا تھا اور سارے اخراجات پورے کئے جاتے تھے۔ آہستہ آہستہ خاندان کے مختلف لوگوں کی آمد کی کوئی نہ کوئی سبیل پیدا ہونی شروع ہوگئی تو انہوں نے اپنا انتظام کرنا شروع کردیا اور اپنے کھانے پینے کے اخراجات خود اٹھانے لگے۔ اُس وقت مجھے احساس ہوا کہ ہم ابھی بھی حضرت صاحب پر بوجھ ہیں۔ لیکن مجبوری تھی کہ آمد کی ایسی کوئی سبیل نہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو علیحدہ کرسکتے۔ حضرت صاحب کی فراست اور احساس کی لطافت نے اسے بھانپ لیا اور میری والدہ کہتی ہیں کہ مَیں دل میں یہ شرمندگی محسوس کرتی تھی تو ایک دن حضرت اماں جانؓ، جو ہماری پھوپھی تھیں، اُن کے ذریعہ پیغام بھجوایا کہ نصیرہ بیگم! لوگ تو مجھے چھوڑ گئے ہیں تم نہ مجھے چھوڑنا!۔ اس خوبصورتی سے اظہار کیا کہ دوسرے کی عزت نفس بھی مجروح نہ ہو اور یہ احساس بھی نہ ہو کہ میرے ساتھ احسان کا سلوک ہورہا ہے۔ بلکہ یہ اظہار کیا کہ گویا ہم حضور پر کوئی احسان کر رہے ہیں کہ اُن کے دسترخوان سے کھارہے ہیں۔

حضورؓ نے زندگی بھر سارے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا سلوک فرمایا۔ چونکہ میں اپنے ذاتی واقعات بیان کررہا ہوں۔ جب ربوہ نیا نیا بنا ہے ہم اس وقت کچے مکانوں میں رہتے تھے۔ میرے بہنوئی صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب مرحوم وہ بھی کام کی تلاش میں تھے۔ وہ بارایٹ لاء تھے۔ انہوں نے سرگودھا کو پریکٹس کے لئے چنا۔ لیکن وہاں انہیں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔ میری والدہ اور ہمارے ابا جان ان سے ملنے کے لئے سرگودھا گئے تو وہاں سے ابا جان نے دو خط لکھے ایک حضرت صاحب کو دعا کے لئے اور ایک میرے چھوٹے بھائی مرزا غلام احمد صاحب کو لکھا۔ غلطی سے دونوں خطوط کے لفافے تبدیل ہوگئے۔

حضورؓ کو وہ خط ملا جو میاں احمد کو لکھا گیا تھا کہ گھر سے اتنا گڑ، اتنی شکر، اتنی دال، اور اتنی فلاں چیز کھانے پینے کی چیزیں بھیج دو۔ حضور کو فوراً احساس ہوا کہ ظفر کے گھر کھانے پینے کی تنگی ہے اور انہوں نے گھر سے یہ اشیاء منگوائی ہیں۔ اس خط پر لکھا ہوا تھا پیارے احمد!۔ ہمارے خاندان میں دو احمد تھے۔ ایک تو میاں غلام احمد صاحب اور ایک عبدالرحیم احمد صاحب جو حضورؓ کے داماد تھے۔ حضورؓ نے یہ سمجھ کر کہ شاید میاں عبدالرحیم صاحب کو یہ خط لکھا ہے، فوراً انہیں بلوا کر پیسے دیئے اور فرمایا کہ یہ چیزیں فوراً میاں عزیز احمد صاحب کو پہنچاؤ۔ شام کے وقت میاں احمد صاحب کو بھی خط مل گیا تو وہ اپنے وقت پر حضورؓ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ حضور میرے لفافہ میں سے آپ کا یہ خط نکلا ہے۔ حضورؓ فرمانے لگے: لاحول ولاقوّۃ تم نے مجھے اتنا پریشان کیا ہے۔ میں تو عبدالرحیم احمد کو پیسے دے کر بھجوا بھی چکا ہوں کہ وہاں سامان لے جائے۔

یہ کہنے کو بڑی چھوٹی باتیں ہیں لیکن جو شفقت اور پیار کا احساس ہوتا ہے۔ وہی دل جانتا ہے جس پر یہ چیز گزری ہو۔ جب ربوہ بنا ہے تو حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ تو ربوہ آگئے لیکن آپؓ کی بیگم صاحبہ لاہور ہی میں ٹھہری رہیں۔ حضرت صاحب چاہتے تھے کہ وہ بھی آجائیں۔ ایک آدھ دفعہ حضورؓ نے پیغام بھی بھجوایا لیکن وہ ربوہ آنے کو تیار نہ ہوئیں۔ ایک دفعہ حضورؓ لاہور تشریف لے گئے اور رتن باغ میں ٹھہرے۔ وہ بھی رتن باغ میں تھیں۔ حضورؓ نے فرمایا: اب آپ ربوہ آجائیں۔ انہوں نے ٹالنے کے لئے کہا کہ میرا تو وہاں کوئی مکان نہیں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ کچھ مکان تیار ہوگئے ہیں، آپ میرے ساتھ چلیں میں کل جارہا ہوں، جو مکان آپ کو پسند ہو وہ آپ لے لیں۔ انہوں نے پھر کہا کہ میں اتنی جلدی تیاری کس طرح کرلوں؟ تو حضورؓ نے فرمایا کہ مَیں اپنا پروگرام ملتوی کردیتا ہوں، پرسوں چلے جائیں گے۔

اب آپ سوچیں کہ یہ وہ شخص کہہ رہا ہے جس پر ساری جماعتوں کا بوجھ ہے اور جس نے سینکڑوں ہزاروں کام نپٹانے ہوتے ہیں۔ خیر مکرمہ بیگم صاحبہ مجبور ہوگئیں۔ اب کوئی مفر نہیں تھا۔ تو حضورؓ ساتھ لے کر آئے۔ اس وقت تک کئی مکان بن گئے تھے۔ حضرت صاحب نے کہا کہ جو آپ کو پسند ہو آپ لے لیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے تو ایسا مکان چاہیے جو الگ ہو اور منصور کے ساتھ ہو (حضرت میاں منصور احمد صاحب اُن کے صاحبزادہ تھے) اس پر حضورؓ نے حضرت میاں منصور احمد صاحب کے مکان کے پیچھے جو جگہ خالی تھی، وہاں مکان تیار کرنے اور بیگم بُو صاحبہ کو وہاں رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ وہ بار بار کہا کرتی تھیں یہ حضرت صاحب ہی تھے جنہوں نے اتنا کیا! کون اتنے نخرے اٹھاتا ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوگا جس پر حضرت صاحب کا کوئی ذاتی احسان نہ ہو۔ حضورؓ بنیادی طور پر ایک زمیندار تھے۔ اور زمیندار یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اُس کی برابری کا کوئی اَور اُس کے علاقہ میں زمین لے یا اُس کے شریک برابر کی ٹکّر کے ہوجائیں۔ لیکن جب حضورؓ نے انجمن کے لئے اور اپنے لئے سندھ کی زمینیں خریدیں تو سارے خاندان میں پوری کوشش کی کہ لوگ وہاں زمین لیں اور دنیاوی طور پر بھی فائدہ اٹھائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ:

حضورؒ کے ساتھ خاکسار کو لمبا عرصہ کالج میں بھی اور بعد میں بھی کام کرنے کا موقع ملا ہے۔ حضور کی طبیعت میں بنیادی چیز جو تھی وہ حضور کی مہربانی، لطف، عفو، درگزر، چشم پوشی اور نرمی کا سلوک ہے۔ پھر حضور کو وہ وقار تھے، ایک نہایت عزت کے مقام پر فائز تھے لیکن اتنی ہی عاجزی اور انکساری تھی۔ خاص طور پر جہاں کوئی جماعتی معاملہ آجاتا تھا وہاں حضورؒ نے کبھی اپنی انا کو آڑے نہیں آنے دیا۔ ایک شریف صاحب ہوتے تھے جو سیکرٹری ایجوکیشن تھے۔ کالج کا کوئی کام تھا۔ حضورؒ اُس وقت پرنسپل تھے۔ حضور نے اُن سے وقت لیا اور تشریف لے گئے۔ جیسے ہماری بیوروکریسی کی عادت ہے۔ انہوں نے حضرت صاحب کو کچھ دیر بٹھایا اور پھر کہہ دیا کہ وقت نہیں ہے۔ ایک دو دفعہ اس طرح ہوا تو تیسری دفعہ حضورؒ اندر گئے اور کہنے لگے کہ دیکھیں میں وقف زندگی ہوں اور جماعت کا کالج میرے سپرد ہے۔ آپ نے اگر سلام کروانے ہیں تو میں یہاں کئی بار سلام عرض کردیتا ہوں لیکن میرا وہاں کام کا حرج ہوتا ہے اس لئے مجھے بار بار کے پھیرے نہ دلوائیں۔

پھر میں نے حضورؒ کے ساتھ 1974ء میں بھی کام کیا ہے۔ حضور کا توکّل اور اطمینان عجیب تھا۔ حضور کو اُن سارے واقعات کا، جو 1974ء میں گزرے، دکھ تو تھا، بہت صدمہ تھا لیکن اس کے باوجود کبھی میں نے حضور کی طبیعت میں گھبراہٹ نہیں دیکھی۔ حالانکہ اس وقت یہ بھی مشہور ہوا تھا کہ حکمران حضور کی گرفتاری کریں گے اور ایسی خبریں آتی تھیں کہ سمن جاری ہوگئے ہیں۔ اپنے اللہ کے حضور اپنی گھبراہٹ کا اظہار کیا ہو تو کیا ہو لیکن ہمیں نصیحت فرماتے تھے کہ ہماری مسکراہٹ کوئی نہیں چھین سکتا اور میں نے حضورؒ کے لبوں سے اُن دنوں میں بھی مسکراہٹ غائب نہیں دیکھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ:

حضورؒ کی طبیعت میں جو میں نے سب سے زیادہ چیز نوٹ کی وہ یہ تھی کہ حضور کی طبیعت میں صفت شکور بہت ہی نمایاں تھی۔ کوئی شخص ذرا سا کوئی کام کردیتا، خواہ وہ جماعتی ہو یا حضورؒ کے لئے کوئی ذاتی خدمت سرانجام دیدے اُس کی اتنی قدردانی کرتے تھے کہ ڈر ہوتا تھا کہ کسی کا دماغ نہ خراب ہوجائے۔

اعزاز

2009ء میں روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے مختلف شماروں میں شائع ہونے والے اعلانات کامیابی میں سے چند ہدیۂ قارئین ہیں:

☆ مکرم سہیل محمود احمد صاحب آف ملتان کی بیٹی عزیزہ اذکیٰ احمد نے میٹرک کے امتحان میں ملتان ریجن کے تمام سکولوں میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ عزیزم عمر احمد یحییٰ واقف نو ابن مکرم رانا فاروق احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نے F.A. کے امتحان میں فیصل آباد بورڈ (آرٹس گروپ) میں دوم آئے۔

☆ مکرم محمد اقبال کھمّن صاحب آف بہاولپور کی بیٹی عزیزہ عطیۃ الحبیب انٹرمیڈیٹ امتحان 2009ء میں بہاولپور بورڈ (ہیومینیٹی گروپ) میں دوم آئیں۔

☆ عزیزم ارسلان احمد ابن مسعود احمد نے امسال میٹرک کے امتحان میں سرگودھا بورڈ میں اول پوزیشن حاصل کی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 14 جولائی 2008ء میں مکرم امۃ الباری ناصر صاحبہ کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

زمیں ہماری ہے اور آسماں ہمارا ہے
خدا کے فضل سے سارا جہاں ہمارا ہے
بڑھے چلو کہ مقدر میں کامیابی ہے
ہم احمدی ہیں مسیحِ زماں ہمارا ہے
خدا کا وعدہ ہے اِنِّی مَعَک کا جس کے لئے
ہمارے ساتھ ہے وہ مہرباں ہمارا ہے
نصیب بڑھ کے ہو وابستگی خلافت سے
خدا کا سایہ ہے یہ سائباں ہمارا ہے

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ اگست 2008ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک طویل خوبصورت نظم شامل اشاعت ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

اے مسیحؑ ، اے عظمت کے زندہ نشاں
تو محمدؐ مصطفٰے کے دین کا ہے پاسباں
تو خدا کی گود میں تھا مثلِ طفلِ شیرخوار
تھا خدا تیرے لئے مانندِ پدرِ مہرباں
چاند اور سورج ہوئے تاریک تیرے واسطے
تا زمانہ دیکھ لے قرآن کی سچائیاں
ایک تحدّی ہے تری تحریر میں تقریر میں
تو ہی سلطان القلم ہے تو ہی سلطان البیاں
دبدبہ ہے، رعب ہے گفتار میں للکار میں
شیرِ نر بن کر جیا تو دشمنوں کے درمیاں
ذکر نے تیرے کناروں کو زمیں کے چھولیا
ہوگئے دشمن ترے دنیا میں بے نام ونشاں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

25th March 2011 – 31st March 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 25th March 2011

00:00	MTA World News & Khabranama
01:00	Tilawat
01:15	Insight & Science and Medicine Review
01:50	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th September 1996.
02:50	Historic Facts
03:25	MTA World News & Khabranama
04:05	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 30th March 1995.
05:15	Jalsa Salana Switzerland: concluding address delivered by Huzoor, on 5th September 2004.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Historic Facts
07:00	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:30	Siraiki Service
09:25	Rah-e-Huda
10:55	Indonesian Service
11:55	Tilawat
12:05	Zinda Log
13:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:10	Dars-e-Hadith
14:20	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	MTA Variety
16:50	Friday Sermon [R]
18:05	MTA Variety
18:25	Jalsa Salana Ghana: English address delivered by Huzoor, on 18th March 2004.
19:10	Seerat-un-Nabi (saw)
19:35	Yassarnal Qur'an
20:05	Fiq'ahi Masa'il
20:35	Friday Sermon [R]
21:45	Science and Medicine Review & Insight
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 26th March 2011

00:00	MTA Variety
00:25	Tilawat
00:40	International Jama'at News
01:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th September 1996.
02:15	MTA Variety
02:50	Friday Sermon: rec. on 25th March 2011.
04:00	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Yassarnal Qur'an
07:35	Jalsa Salana Belgium: concluding address delivered by Huzoor, on 12th September 2004.
08:35	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 21st October 1995. Part 1.
09:50	Friday Sermon [R]
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat
12:35	Zinda Log
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:50	Bangla Shomprochar
14:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA Variety
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:40	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:40	International Jama'at News
21:10	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:10	Rah-e-Huda [R]
23:45	Friday Sermon [R]

Sunday 27th March 2011

00:55	MTA Variety
01:30	Tilawat
01:40	Dars-e-Hadith
02:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th September 1996.
03:05	MTA Variety
03:45	Friday Sermon: rec. on 25th March 2011.
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30	Children's Corner
08:00	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana France & Qadian: opening address delivered by Huzoor, on 26th December 2004.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon, recorded on 19th January 2007.
12:00	Tilawat
12:10	Yassarnal Qur'an
12:35	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bengali Service
14:05	Friday Sermon [R]
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:20	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:35	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA Variety
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:40	Real Talk
20:40	Children's Corner [R]
21:15	Jalsa Salana France & Qadian [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:15	Ashab-e-Ahmad

Monday 28th March 2011

00:00	MTA Variety
00:35	Tilawat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	International Jama'at News
01:40	Ulama-u-Hum
02:10	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th September 1996.
03:10	MTA Variety
03:45	Friday Sermon: rec. on 25th March 2011.
04:55	Faith Matters
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Seerat-un-Nabi (saw)
07:40	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th September 1997.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 14th January 2011.
11:00	Dars-e-Malfoozat
11:45	Tilawat
12:00	International Jama'at News
12:30	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Friday Sermon: rec. on 24th June 2005.
15:20	Dars-e-Malfoozat [R]
16:00	MTA Variety
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA Variety
18:30	Arabic Service
19:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th September 1996.
20:35	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:20	Dars-e-Malfoozat [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Tuesday 29th March 2011

00:15	MTA Variety
00:55	Tilawat
01:05	Insight & Science and Medicine Review
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th September 1996.
02:40	MTA Variety
03:20	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th September 1997.
04:35	Seerat-un-Nabi (saw)
05:05	Jalsa Salana Spain: concluding address delivered by Huzoor, on 8th January 2005.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Science and Medicine Review & Insight
07:00	Yassarnal Qur'an
07:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recoded on 8th June 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 14th May 2010.
12:00	Tilawat
12:05	Zinda Log
12:45	Science and Medicine Review & Insight
13:20	Bangla Shomprochar
14:20	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 3rd October 2010.
15:25	Historic Facts
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA Variety
18:30	Arabic Service
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 25th March 2011.
20:35	Science and Medicine Review & Insight
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:15	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:10	Real Talk

Wednesday 30th March 2011

00:15	MTA Variety
00:45	Tilawat
00:55	Dars-e-Malfoozat
01:10	Yassarnal Qur'an
01:30	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th September 1996.
02:35	Learning Arabic
03:00	MTA Variety
03:30	Question and Answer Session: recorded on 8th June 1996.
04:55	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 3rd October 2010.
06:05	Tilawat
06:15	Dua-e-Mustaja'ab
06:50	Yassarnal Qur'an
07:15	Masih Hidustan Main
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recoded on 18th June 1996. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilawat
12:15	Dars-e-Hadith
12:15	Coming of the Messiah
12:35	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05	Friday Sermon: rec. on 1st July 2005.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:00	Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20	Fiq'ahi Masa'il
16:55	Dars-e-Hadith [R]
17:25	Land of the Long White Cloud
18:00	MTA Variety
18:30	Jalsa Salana Ghana: English address delivered by Huzoor, on 18th March 2004.
19:15	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:50	Real Talk
20:55	Yassarnal Qur'an [R]
21:15	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Thursday 31st March 2011

00:00	MTA Variety
00:35	Tilawat
00:45	Dars-e- Hadith
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th September 1996.
02:05	Fiqahi Masail
02:35	MTA Variety
03:05	Masih Hidustan Main
03:40	Dua-e-Mustaja'ab
04:15	Friday Sermon: rec. on 1st July 2005.
05:10	Jalsa Salana Canada: an address delivered by Huzoor, on 25th June 2005, from the ladies Jalsa Gah.
06:00	Tilawat
06:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30	Yassarnal Qur'an
07:50	Faith Matters
08:50	Kuch Yaadain Kuch Baatain
09:55	Indonesian Service
11:00	Pushto Service
11:55	Tilawat
12:15	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 25th March 2011.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th April 1995.
15:15	Moshaa'irah
16:00	MTA Variety
16:20	Faith Matters [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA Variety
18:30	Jalsa Salana Canada: concluding address delivered by Huzoor, on 26th June 2005.
19:30	Kuch Yaadain Kuch Baatain [R]
20:15	Faith Matters [R]
21:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:20	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:25	Moshaa'irah [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 18 March , 2011 | Issue No. 11

رجسٹر روایات صحابہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز روایات کا تذکرہ۔

ان روایات سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام پر بھی روشنی پڑتی ہے اور ان صحابہ کی پاک فطرت اور دین کی حقیقت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام جاننے کی جستجو کا بھی پتہ چلتا ہے۔

(مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2010ء کے موقع پر 3/اکتوبر 2010ء کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ-
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ -اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ
غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

اس وقت میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ روایات پیش کروں گا جو رجسٹر روایات صحابہ میں سے مَیں نے لی ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے مقام پر بھی روشنی پڑتی ہے اور ان صحابہ کی پاک فطرت اور دین کی حقیقت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام جاننے کی جستجو کا بھی پتہ چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی رہنمائی فرمائی اس میں یہ باتیں بھی آئیں گی۔

حضرت میاں محمد ابراہیم صاحب جو میاں محمد بخش صاحب گوجرانوالہ کے بیٹے تھے اور جو پیدائشی احمدی تھے، یہ کہتے ہیں کہ لاہور میں حضرت اقدس کا ایک لیکچر ہوا۔ مَیں بمع والد صاحب کے گیا۔ حضور ایک مکان کے برآمدے میں تقریر کر رہے تھے۔ آگے بڑا صحن تھا جو بالکل بھرا ہوا تھا۔ باہر مخالفین از حد شور مچا رہے تھے اور اندر اینٹیں اور روڑے پھینک رہے تھے۔ لوگوں کو اندر آنے سے روکتے تھے۔ مَیں اور والد صاحب تقریر سننے کے لئے بیٹھ گئے۔ دورانِ تقریر میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور بعض اوقات ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے۔ مَیں نے اپنے والد صاحب کو کہا کہ حضرت اقدس اس طرح تقریر کر رہے ہیں جیسے پہلوان کشتی لڑتے ہیں۔ یہ انبیاء کا کام نہیں (یہ اعتراض ان کے دل میں پیدا ہوا) تو والد صاحب نے اس وقت حافظ محمد لکھوکے والے کا یہ شعر پڑھا۔ پنجابی کا شعر ہے ؎

بولن لگے اَڑ کر بولے — پٹّاں تے ہتھ مارے

(یعنی جب بولتا ہے تو زبردست بولتا ہے اور رانوں پر ہاتھ مار کر بولتا ہے)

تو ان کے والد صاحب کہنے لگے تم جس بات پر اعتراض کر رہے ہو، یہ تو حضور کی صداقت کا نشان ہے۔ اس پر مَیں خاموش ہو گیا اور گھر میں آ کر ''اَحْوَالُ الْآخِرَۃ'' میں سے وہ شعر دیکھا۔

بعض دفعہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اعتراض اور وسوسے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں، لیکن جن کو خدا تعالیٰ بچانا چاہتا ہے ان کو فوراً دُور کرنے کے انتظام بھی فرما دیتا ہے۔ اب ان کے والد صاحب کو یہ شعر یاد تھا فوراً انہوں نے بیان کر دیا۔ سو یہ سوچنا کہ اس زمانہ کے لوگ کم علم تھے درست نہیں۔ بڑی تحقیق کے بعد وہ لوگ بیعت میں شامل ہوتے تھے۔ یا خوابوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کی تسلی کراتا تھا تو وہ لوگ بیعت میں شامل ہوتے تھے۔

پھر حضرت میاں میراں بخش صاحب ولد میاں شرف الدین صاحب، ٹیلر ماسٹر تھے۔ یہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں جب دکان سے اپنے گھر کی طرف جاتا تھا تو راستے میں اپنے بھائی غلام رسول سے ملا کرتا تھا۔ ان کے ساتھ سلسلہ کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ مَیں چونکہ مخالف تھا اس لئے ان کو جھوٹا کہا کرتا تھا لیکن جب گھر آ کر سوچتا تو نفس کہتا کہ کورا اَن پڑھ ہے (بالکل اَن پڑھ ہے) مگر اس کی باتیں لاجواب ہیں۔ ایک دفعہ میرے بھائی نے مجھے کچھ ٹریکٹ دیئے، کچھ لٹریچر دیا، پمفلٹ دیئے جو مَیں نے پڑھے۔ ان کا مجھ پر گہرا اثر ہوا۔ اس پر مَیں نے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا شروع کر دی۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ مَیں اپنی چارپائی سے اُٹھ کر پیشاب کرنے گیا ہوں مگر دیکھتا ہوں کہ باری کھلی ہے (یعنی کھڑکی کھلی ہے۔) مَیں حیران ہوا کہ آج کھڑکی کیوں کھلی ہے۔ مَیں جب باری کی طرف گیا تو دیکھا کہ ایک بزرگ ہاتھ میں کتاب لئے پڑھ رہے تھے۔ مَیں نے سوال کیا کہ یہ کون سی کتاب ہے جو آپ پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ کتاب مرزا صاحب کی ہے اور ہم تمہارے لئے ہی لائے ہیں۔ جب انہوں نے کتاب دی تو مَیں نے کہا کہ یہ تو چھوٹی تختی کی کتاب ہے؟ مَیں نے ان کے ٹریکٹ دیکھے ہیں وہ بڑی تختی کے ہوتے ہیں۔ وہ بزرگ بولے کہ مرزا صاحب نے یہ کتاب چھوٹی تختی کی چھپوائی تھی اس پر میری آنکھ کھل گئی۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے خیال کیا کہ شاید مَیں دعا کر کے ان خیالات میں سویا تھا یہ انہی کا اثر ہے۔ مگر جب مَیں ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے اپنے گھر کی طرف آیا تو غلام رسول کی دکان پر ایک شخص بیٹھا ہوا ایک کتاب پڑھ رہا تھا۔ مَیں نے کہا کہ یہ کون سی کتاب ہے جو پڑھ رہے ہو۔ میاں غلام رسول نے اس کے ہاتھ سے یہ کتاب لے کر میرے ہاتھ میں دے دی اور کہا کہ تم جو کتاب مانگتے تھے یہ کتاب آپ کے لئے ہی مَیں لایا ہوں یہ آپ لے لیں۔ مَیں نے کتاب کو دیکھ کر کہا کہ کتاب رات خواب میں مجھے مل چکی ہے۔ اس پر مَیں نے ''ازالہ اوہام'' کے دونوں حصوں کو غور سے پڑھا اور اپنے دل سے سوال کیا کہ کیا اب بھی تمہیں کوئی شک وشبہ باقی ہے؟ میرے دل نے جواب دیا کہ اب کوئی شک وشبہ باقی نہیں۔ اس لئے مَیں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ تو یہ لوگ تھے جن میں سعادت تھی اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت بھی مانگتے تھے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی بھی فرماتا تھا اور یہ نظارے ہمیں آج بھی بہت سی جگہوں پر نظر آتے ہیں۔

پھر یہی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بیٹھے تھے تو میری موجودگی میں وہاں ایک عیسائی لڑکا آ گیا۔ اس نے ایک کاغذ پر کچھ اعتراضات لکھے ہوئے تھے اور دل میں یہ بات رکھی ہوئی تھی کہ اگر حضرت صاحب نے ان کے اعتراض کا بغیر دیکھنے کے جواب دے دیا تو مَیں ان کو سچا سمجھوں گا۔ چنانچہ جب حضرت اقدسؑ سیر کو تشریف لے گئے، مَیں بھی ساتھ تھا۔ دورانِ سفر حضرت اقدسؑ نے ایک تقریر کی جو بالکل اس کے جوابات پر مشتمل تھی۔ جب حضورؑ واپس تشریف لائے تو اس لڑکے نے مسجد اقصیٰ میں میری موجودگی میں بیان کیا کہ واقعی میرے سوالات کے جوابات حضور کی تقریر میں آ گئے ہیں۔

پھر ایک روایت یہ کرتے ہیں کہ اُس زمانہ میں یہ بات عام مشہور تھی کہ حضرت اقدس کو نعوذ باللہ کوڑھ کی بیماری ہے۔ (اور مخالفینِ احمدیت اب تک بھی اس قسم کے بیہودہ اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں)۔ چنانچہ ایک دفعہ مَیں قادیان سے واپس گوجرانوالہ آیا ہی تھا کہ ایک شخص امام الدین نام درزی جسے لوگ اس کے بُرے افعال کی وجہ سے پھَٹکا کہا کرتے تھے، وہ دوڑتے دوڑتے میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جس کا تو مرید ہے وہ تو کوڑھا ہے۔ اس کے ہاتھ کی انگلیاں گل چکی ہیں اور وہ ہر وقت برقعہ پہنے رکھتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں ابھی قادیان سے آ رہا ہوں۔ اس شخص کا چہرہ تو ایسا خوبصورت ہے کہ ہر وقت اس پر نُور برستا رہتا ہے۔ تم کو یہ بات کس نے بتائی ہے۔ بہرحال یہ تو مخالفین کا شیوہ ہے اور کوئی دلیل ہاتھ نہیں آتی تو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

پھر ایک روایت حضرت حکیم عبدالرحمٰن صاحب ولد حضرت حکیم اللہ دتہ صاحب گوجرانوالہ کی ہے جنہوں نے 1904ء میں بیعت کی تھی۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والد صاحب کو احمدی پایا ہے۔ میرے والد صاحب تین سو تیرہ صحابہ کی فہرست میں شامل ہیں۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مَیں نے خواب میں دو جنگلے دیکھے۔ لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آج قیامت کا دن ہے اور تمام مخلوقات اکٹھی ہو رہی ہے۔ یہ سن کر مَیں بھی جنگلے کی طرف گیا۔ دروازے میں داخل ہوا تو بعض لوگوں نے کہا کہ پہلے بائیں طرف جاؤ۔ جو بھی اِدھر سے ہو کر آئے گا اسے دائیں طرف جانے کی اجازت مل سکتی ہے۔ مَیں اسی طرف گیا تو دیکھا حضرت مرزا صاحب کا دربار لگا ہوا ہے اور بے شمار مخلوق پاس موجود ہے۔ مَیں نے ملاقات کی۔ ملاقات کے بعد مجھے اجازت دی گئی کہ اب آپ دائیں طرف جا سکتے ہیں۔ مَیں بڑا خوش ہوا۔ پھر نیند سے بیدار ہو گیا۔

یہ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ یہاں ایک مولوی علاؤالدین صاحب ہوا کرتے تھے۔ ان کی یہاں قریب ہی ایک مسجد بھی ہے۔ میرے والد صاحب ان کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن عشاء کے وقت وضو کرتے کرتے میرے والد صاحب نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب آج کل آسمان سے تارے بہت ٹوٹتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ امام مہدی آنے والا ہے۔ آسمان پر اس کی آمد کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ چند دن بعد مَیں نے حضرت اقدس کا ذکر سنا اور قادیان جا کر بیعت کر لی۔ واپس آ کر مولوی صاحب کو بھی کہا کہ مَیں نے تو بیعت کر لی ہے، آپ کا کیا خیال ہے؟ مگر وہ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آہستہ سے بولے کہ میاں بات تو سچی ہے مگر ہم دنیا دار جو ہوئے۔

کہتے ہیں کہ مَیں تقریباً دس سال کا تھا کہ میرے والد صاحب مجھے قادیان لے گئے اور قادیان کے اردگرد سیر کرائی۔ جب ہم مسجد نور کے پاس پہنچے جو کہ ابھی بنی ہوئی نہیں تھی۔ غالباً بنیادیں رکھی گئیں تھیں۔ فرمایا کہ میاں ہم پہلے پہلے جب حضرت اقدس کے ساتھ آیا کرتے تھے تو بالکل جنگل تھا۔ ہم حضور کے لئے کپڑا بچھا دیا کرتے تھے۔ حضور وہاں بیٹھ جاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت آپ لوگ یہاں کائی اور سرکنڈا دیکھتے ہیں، ایک وقت یہاں خوب رونق ہوگی۔

حضرت مہر غلام حسین صاحب روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ہم دونوں بھائی بازار میں جا رہے تھے۔ تمام بستی ہندوؤں کی تھی ایک بوڑھے شخص کو ہم نے قرآن پڑھتے سنا۔ جب ہم واپس آئے تو پھر بھی وہ پڑھ رہا تھا۔ مَیں نے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص پکا مسلمان اور بے دھڑک آدمی ہے جو ہندوؤں کی بستی میں قرآن پڑھ رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ بیعت کے بعد جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھی تو پتہ لگا کہ یہ وہی شخص تھا جس کو مَیں نے خواب میں قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں